نفائسِ القصص والحکایات

کا

دوسرا حصہ

جس میں

کتب حدیث سے حکایتیں اور قصّے انتخاب کر کے
نہایت سلیس اور بامحاورہ اردو میں لکھے گئے ہیں

مؤلفہ

مولوی فتح محمد خاں صاحب جالندھری

مترجم قرآن مجید و مصنف الاسلام و مصباح القواعد وغیرہ

سنہ ۱۳۳۲ ہجری مطابق سنہ ۱۹۱۴ عیسوی

مطبوعہ نولکشور لمیٹڈ گیلس پرنٹنگ ورکس لاہور

۱۳۵۲ھ

تصحیح الاسلام

آج کل ہندوستان میں مسلمان بچوں کی مذہبی تعلیم کا عجب حال ہو رہا ہے کہیں تو اسلامی مدارس میں بعض انجمنوں کی تالیفات پڑھائی جاتی ہیں۔ اور کہیں اور لوگوں کا سلسلۂ کتب دینیات مروج ہے۔ لیکن ان سب کتابوں میں پہلے نماز روزے کا معمولی بیان ہے جو بچوں کو پڑھایا جاتا ہے۔ حالانکہ جو چیز سب سے مقدم اور ضروری ہے وہ مسلمانوں کو عقائد اسلامیہ سے آگاہ کرنا اور اُن کو صحیح الاعتقاد بنانا ہے۔ اور ان کے بیان سے یہ تمام کتابیں خالی ہیں۔ اگر عقائد درست نہیں خصوصاً خدائے تعالےٰ کے بارے میں۔ مثلاً کوئی شخص اُس کی ذات یا صفات میں کسی کو شریک بناتا اور توحید کے چشمۂ صافی کو مکدر کرتا ہے۔ تو وہ ایسے گناہ عظیم کا ارتکاب کرتا ہے جو کبھی بخشا نہیں جائیگا۔ اُس کے تمام اعمال نامقبول اور اُسکی تمام عبادت ضائع ہے۔ بنابراں ایک ایسی کتاب کی نہایت ضرورت تھی جس میں اُن باتوں کا مفصل بیان ہو جن پر ایمان لانا خدائے تعالےٰ کے حکم کے مطابق نہایت ضروری ہے۔ اور اسی ضرورت کو پورا کرنے کے لیئے الاسلام لکھی گئی ہے جو اسلامی عقائد کے بارے میں نہایت مفید اور بہترین کتاب ہے۔ جناب مولوی محمد علی صاحب سابق ناظم ندوۃ العلما اور مولوی ابو محمد ابراہیم صاحب بانی مدرسہ احمدیہ آرہ اور دیگر علمائے کرام نے اس کو بہت پسند فرمایا ہے۔ اور مولوی نذیر احمد صاحب نے تو انداز بیان سے خوش ہو کر جابجا "گڈ" "ویری گڈ" "نائس" "ویری نائس" "جزاک اللہ" وغیرہ الفاظ تحسین سے داد سخن شناسی بھی دی ہے۔ خدا کی توحید کا جو اصل اصول اسلام ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

اس کتاب کا پہلا حصّہ جس میں قرآن مجید کے قصّے جمع کئے گئے ہیں۔ کئی سال سے چھپ رہا ہے۔چونکہ اُس کے دیباچے میں حصّہ دوم کا بھی ذکر ہوتا ہے۔اس لئے اُس کے پڑھنے والے اِس کتاب کو بھی طلب کرتے رہے ہیں اور آج تک اُن کی فرمائشات کا سلسلہ جاری ہے۔لیکن مجھے سخت افسوس ہے کہ بعض وجوہ سے جن کا بیان کرنا غیر ضروری ہے۔اُس کی طبع واشاعت میں حد سے زیادہ توقف ہو گیا ۔اور دیندار بھائیوں کو انتظار کی تکلیف اٹھانی پڑی ۔

چونکہ پیشتر حالات ایسے تھے۔کہ میں اپنی تالیفات کے چھپوانے اور شائع کرنے کی طرف بہ عجلت توجہ نہیں کر سکتا تھا۔خصوصاً اس لئے کہ جالندھر جو مسکن وموطن راقم ہے۔ ایسے کاموں کے لئے مناسب و موزون نہیں۔اسلئے نہ کوئی کتاب وقت پر چھپ سکتی تھی۔اور نہ اہل شوق کو وقت پر مل سکتی تھی۔اب ایسا انتظام کیا گیا ہے۔ کہ میری تمام کتابوں کا ذخیرہ ہر وقت موجود رہے اور شائقین کو بر وقت طلب فوراً دستیاب ہو سکے۔چنانچہ جو کتابیں اب تک نہیں چھپی تھیں۔ یا جن کے اڈیشن ختم ہو چکے تھے وہ اکثر چھپ کر طیار ہو گئی ہیں اور بعض چھپ رہی ہیں۔ انشاء اللہ وہ بھی جلد شائع ہو جائیں گی ۔

فتح محمد خاں

دفتر اُردو - لاہور

پنجاب نیشنل سٹیم پریس لاہور

ا۔ اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ

نفائس القصص و الحکایات

حصۂ دُوم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حکایت

ابوسفیان بن حرب بیان کرتے ہیں۔ کہ جن ایام
ہیں مجھ میں اور جناب رسالت مآب میں صلح کی ٹھیری
ئی۔ اُن دنوں میں اتفاقاً ملک شام میں ٹھیرا ہؤا تھا۔
کہ دِحیۂ کلبی حضرت کا خط ہرقل بادشاہ روم کے نام
لائے۔ جو بصرے کے حاکم کے ذریعے سے بادشاہ کو
پہنچا۔ بادشاہ نے دریافت کیا۔ کہ جو صاحب نبوت کا
دعوےٰ کرتے ہیں۔ ان کی قوم کا کوئی آدمی یہاں ہے؟
کسی نے کہا۔ ہاں۔ اُن کی قوم کے بعض سوداگر یہاں

آئے ہوئے ہیں۔ بادشاہ نے قریشیوں کی جماعت کو طلب کیا۔ اور اُن میں میں بھی بُلایا گیا۔ اُس نے پوچھا۔ کہ جو بزرگ اپنے تئیں پیغمبر ظاہر کرتے ہیں۔ تم لوگوں میں کون شخص رشتے میں اُن سے زیادہ قریب ہے۔ میں نے کہا۔ میں۔ تب لوگوں نے مجھ کو بادشاہ کے سامنے بٹھایا۔ اور میرے ساتھیوں کو میرے پیچھے بٹھایا بادشاہ نے اپنے ترجمان سے کہا۔ کہ ابوسفیان کے ساتھیوں سے کہہ دو۔ کہ میں ابوسفیان سے اُن صاحب کا حال دریافت کرتا ہوں۔ جو اپنے تئیں خدا کا پیغمبر کہتے ہیں۔ اگر وہ کچھ جھوٹ بیان کرے۔ تو تم اُس کا جھوٹ ظاہر کر دینا +

ابوسفیان خدا کی قسم کھا کر کہتے ہیں۔ کہ اگر مجھے جھوٹا مشہور ہونے کا خوف نہ ہوتا۔ تو میں ضرور جھوٹ بیان کرتا +

اب بادشاہ کی طرف سے سُوال اور ابوسفیان کی طرف سے جواب شروع ہوئے +

بادشاہ۔ اُن بزرگ کا حسب و نسب تم لوگوں میں کیسا ہے؟ **ابوسفیان۔** وہ نہایت شریف اور بڑے عالی خاندان ہیں۔ **بادشاہ۔** ایسا دعوے تم میں سے

کبھی کسی اور نے بھی کیا ہے؟ **ابوسفیان**۔ کسی نے نہیں کیا۔ **بادشاہ**۔ اُن کے باپ دادوں میں کوئی بادشاہ بھی ہؤا ہے؟ **ابوسفیان**۔ کوئی نہیں۔ **بادشاہ**۔ نبوت کے دعوے سے پہلے اُن کا کبھی کوئی جھوٹ بھی ظاہر ہؤا ہے؟ **ابوسفیان**۔ نہیں۔ **بادشاہ**۔ کس قسم کے لوگ ان کے تابع ہیں۔ امیر یا غریب؟ **ابوسفیان**۔ صرف غریب۔ **بادشاہ**۔ ان کے پیرو بڑھتے جاتے ہیں۔ یا گھٹتے جاتے ہیں۔ **ابوسفیان**۔ بڑھتے جاتے ہیں۔ **بادشاہ** بھلا کوئی ان میں سے کبھی اُن کے دین سے ناخوش ہو کر پھر بھی گیا ہے؟ **ابوسفیان**۔ نہیں۔ **بادشاہ**۔ کبھی تم میں اُن میں لڑائی بھی ہوئی ہے؟ **ابوسفیان**۔ ہاں۔ **بادشاہ**۔ لڑائی کا کیا حال رہا؟ **ابوسفیان**۔ کبھی وہ غالب رہے کبھی ہم۔ **بادشاہ**۔ کیا اُنھوں نے کبھی عہد شکنی بھی کی ہے؟ **ابوسفیان**۔ پہلے تو نہیں کی۔ مگر معلوم نہیں۔ کہ اس صلح میں وہ کیا کرینگے (ابوسفیان کہتے ہیں کہ بخدا صرف اتنی بات کے سوا میں اور کچھ نہ ملا سکا) **بادشاہ** اُن سے پہلے بھی کسی نے تم لوگوں میں نبوت کا دعوے کیا تھا؟ **ابوسفیان**۔ نہیں +

جب یہ باتیں ہو لیں۔ تو بادشاہ نے اپنے ترجمان

سے کہا کہ ابوسفیان سے کہو کہ میں نے اُن کا حسب و نسب پوچھا۔ تو تم نے ان کو نہایت شریف اور بڑا عالی خاندان بیان کیا۔ پیغمبر لوگ شریف اور عالی خاندان ہی ہؤا کرتے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ ان کے باپ دادوں میں سے کوئی بادشاہ بھی ہؤا ہے۔ تم نے کہا نہیں۔ میں خیال کرتا تھا کہ اگر اُن کا کوئی قرابت مند بادشاہ ہؤا ہوگا۔ تو ممکن ہے۔ کہ یہ نبوت کی آڑ میں اپنی بادشاہت چاہتے ہوں۔ میں نے اُن کے تابعین کا حال پوچھا۔ تو تم نے غریب لوگ بیان کیئے۔ پیغمبروں کے ماننے والے شروع میں غریب لوگ ہی ہوتے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ نبوت کے دعوے سے پہلے کبھی یہ جھوٹ بولے ہیں۔ تم نے کہا نہیں۔ تو میں نے جانا کہ جو خدا کے بندوں سے کبھی جھوٹ نہ بولتا ہو۔ وہ خدا پر کیونکر جھوٹ باندھے گا۔ میں نے پوچھا۔ ان کا دین قبول کرکے کوئی پھر بھی جاتا ہے۔ تو تم نے کہا نہیں۔ ایمان کا یہی حال ہے۔ کہ جب دل میں داخل ہو جاتا ہے۔ تو پھر کسی طرح سے نکلتا ہی نہیں۔ میں نے پوچھا۔ کہ ان کے تابعین بڑھتے جاتے ہیں۔ یا گھٹتے جاتے ہیں۔ تم نے کہا بڑھتے جاتے ہیں۔ سو دین حق روز بروز بڑھتا ہی جاتا ہے۔ میں نے لڑائی کا حال پوچھا۔ تو تم نے کہا کبھی وہ جیتتے ہیں

کبھی ہم۔ پیغمبر لوگ پہلے دین کے دشمنوں کے ساتھ اسی طرح آزمائے جاتے ہیں۔ آخر کار غلبہ پیغمبروں ہی کو ہوتا ہے۔ میں نے پوچھا۔ کہ انھوں نے کبھی بد عہدی بھی کی ہے۔ تم نے کہا نہیں۔ پیغمبر عہد شکنی نہیں کیا کرتے۔ میں نے پوچھا۔ کہ پہلے بھی ان کے ہاں کسی نے نبوت کا دعوے کیا ہے۔ تم نے کہا نہیں۔ میں نے خیال کیا۔ کہ اگر پہلے کسی نے اُن میں سے اس طرح کا دعوے کیا ہو۔ تو ممکن تھا کہ انھوں نے بھی وہی چال اختیار کی ہو۔

پھر بادشاہ نے کہا اب یہ بتاؤ کہ وہ حکم کیا کرتے ہیں یعنی بتاتے اور سکھاتے کیا ہیں۔ ابو سفیان نے کہا۔ کہ نماز پڑھنے روزے رکھنے رشتہ داروں کے ساتھ سلوک کرنے۔ حرام سے بچنے کا حکم کرتے ہیں۔ بادشاہ نے کہا۔ اگر تمھارا بیان صحیح ہے۔ تو کچھ شک نہیں۔ کہ وہ پیغمبر ہیں۔ میں یہ تو جانتا تھا کہ آخر زمانے میں ایک پیغمبر آنے والے ہیں۔ مگر یہ معلوم نہیں تھا۔ کہ وہ تم اہل عرب میں ہونگے۔ اگر مجھے یہ امید ہوتی کہ میں ان تک پہنچ سکونگا۔ تو بڑے شوق سے ان کی زیارت کرتا۔ اور اگر میں ان کے پاس ہوتا تو اُن کے پاؤں دھوتا۔ اور میں یہ بھی بتائے دیتا ہوں کہ یہ مُلک جس پر میں آج حکومت کر رہا ہوں (یعنی ملک

شام و روم) ایک ایسا زمانہ آئیگا۔ کہ وہ اس پر قابض ہو جائینگے۔ پھر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا خط منگوایا۔ اور اُس کو پڑھا۔ اس میں لکھا تھا۔

از طرف

محمد رسولُ اللہ

بجانب

ہرقل بادشاہِ روم

جو لوگ سیدھے رستے پر چلنے والے ہیں۔ اُن کو سلام۔ اس کے بعد معلوم ہو کہ میں آپ کو دین اسلام کی دعوت کرتا ہوں۔ اسلام قبول کیجئے کہ موجب سلامت ہو۔ اگر آپ اسلام لے آئینگے تو خدا آپ کو دوہرا ثواب دیگا (یعنی ایک ثواب دین عیسوی کا اور دوسرا دین اسلام کا) اور اگر آپ نے اس دین کو قبول نہ کیا۔ تو آپ پر رعایا اور تابعین کا گناہ ہوگا (خدا فرماتا ہے) اے پیغمبر (ان سے) کہو کہ اے اہل کتاب ایسی بات کی طرف رجوع کرو۔ جو ہمارے اور تمہارے درمیان میں یکساں مانی جاتی ہے۔ وہ یہ کہ خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ بنائیں۔ اور ہم میں سے کوئی کسی کو خدا کے سوا

اپنا مالک نہ سمجھے۔ اگر یہ لوگ اس بات کے ماننے سے اعراض کریں۔ تو اُن سے کہہ دو کہ تم اس بات کے گواہ رہو کہ ہم تو ایک ہی خدا کے ماننے والے ہیں +

جب یہ خط پڑھا گیا۔ تو اہل دربار میں بہت مباحثہ اور نہایت شور و غل ہوُا۔ تو بادشاہ نے قرین مصلحت سمجھا۔ کہ ہم کو رخصت کر دے۔ ابوسفیان کہتے ہیں کہ جس وقت ہم دربار سے باہر نکلے۔ تو میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔ کہ اللہ اللہ! محمد کا ایسا رتبہ ہے کہ بادشاہ روم بھی اس سے ڈرتا ہے۔اور آخر کار جیسا کہ میں یقین کرتا تھا۔ کہ حضرت کا سب پر غلبہ ہو جائیگا۔ خدا نے مجھے بھی دین اسلام میں داخل فرمایا +

حکایت

ایک شخص کسی میدان میں جا رہا تھا کہ بادل میں سے یہ آواز اُس کے کان میں پہنچی۔ کہ اے بادل! فلاں شخص کا کھیت سیراب کر دے۔ بادل اس کھیت کی طرف جُھکا۔ اور موسلا دھار برسا۔ اس شخص نے کھیت کی طرف جو نظر کی تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک آدمی کُدال لئے کھیت میں پانی اِدھر اُدھر کر رہا ہے۔ نام پوچھا تو اُس نے وہی نام بتایا۔ جو بادل میں سے سُنا تھا۔ کھیت والے نے کہا کہ تم نے میرا نام کیوں دریافت کیا ہے۔

اُس نے وجہ بتائی اور پوچھا کہ تم اپنی کھیتی میں کیا کیا کرتے ہو؟ اُس نے کہا میں اس کی پیداوار کے تین حصّے کیا کرتا ہوں۔ ایک حصّہ راہ خدا میں دیا کرتا ہوں۔ ایک حصّہ اپنے اور اپنے عیال پر خرچ کیا کرتا ہوں۔ ایک حصّہ کھیت کی آبادی میں لگاتا ہوں۔

حکایت

حضرت سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا۔ کہ بنی اسرائیل میں تین شخص تھے۔ ایک کوڑھی۔ ایک گنجا۔ ایک اندھا۔ خدا کو تینوں کی آزمائش منظور ہوئی۔ تو اس نے اس کے لئے اپنا فرشتہ بھیجا۔ فرشتے نے کوڑھی سے پوچھا۔ تجھے کس چیز کی خواہش ہے۔ اس نے کہا کہ خوشنما رنگ اور خوبصورت کھال کی۔ فرشتے نے اُس کے بدن پر ہاتھ ملا۔ خدا نے اُس کو تندرست کر دیا۔ پھر پوچھا۔ تجھ کو کونسا مال چاہیئے۔ اس نے کہا۔ اونٹ۔ فرشتے نے اُس کو دس مہینے کی گابھن اونٹنی دی۔ پھر گنجے کے پاس جا کر پوچھا کہ تو کس چیز کی آرزو رکھتا ہے۔ اس نے کہا مجھے تو عمدہ بال چاہیئے۔ فرشتے نے اس کے بدن پر بھی ہاتھ ملا۔ اور وہ بھی بھلا چنگا ہو گیا۔ پھر پوچھا۔ تجھ کو کونسا مال مطلوب ہے۔ اس نے کہا گائے۔ فرشتے نے اُس کو گابھن گائے دی۔

اور دعا کی۔ کہ خدا اس میں برکت دے۔ پھر اندھے کے پاس آکر
اُس کی خواہش بھی پوچھی۔ اُس نے کہا۔ اندھے کو کیا چاہیئے۔
آنکھیں۔ فرشتے نے اس کے بدن پر بھی ہاتھ ملا۔ آنکھیں فی الفور
روشن ہو گئیں۔ پھر پوچھا تجھے کونسا مال چاہیئے۔ اس نے کہا
بکری۔ فرشتے نے اُس کو گابھن بکری دی۔ خدا کی شان ان
لوگوں کے مال میں اس قدر برکت ہوئی۔ کہ ایک ایک کے پاس
جنگل جنگل بھر اونٹ اور گائے بیل اور بکریاں ہو گئیں۔ کچھ مدت
کے بعد وہی فرشتہ اُسی شکل و صورت میں کوڑھی کے پاس آیا۔
اور کہا میں مسافر ہوں۔ زاد راہ جو میرے پاس تھا جاتا رہا ہے۔
اب خدا کی اعانت اور تمہاری عنایت کے سوا اور کچھ آسرا
نہیں۔ میں تم سے اُسی خدا کے نام پر سامان سفر کا سوال کرتا
ہوں۔ جس نے تم کو خوشنما رنگ اور خوبصورت کھال اور اُونٹنی
عنایت کی۔ کوڑھی نے کہا۔ مجھ پر خود بہت سے حقداروں کا بوجھ
ہے۔ اس لئے میں تمہاری مدد نہیں کر سکتا۔ تب فرشتے نے کہا
میں تجھے کچھ پہچانتا بھی ہوں۔ تُو کوڑھی تھا۔ اور لوگ تجھ سے
نفرت کرتے تھے۔ خدا نے تجھے تندرستی عطا فرمائی۔ اور تو مفلس
تھا۔ خدا نے تجھے مالدار کر دیا۔ اُس نے کہا یہ مال تو ہمارے
ہاں پشتہا پشت سے چلا آتا ہے۔ اور میرے باپ دادا نامی
گرامی امیر تھے۔ فرشتے نے کہا اگر تو جھوٹا ہے۔ تو خدا تیری حالت

ویسی ہی کر دے۔ جیسی پہلے تھی۔ پھر فرشتہ اُسی شکل وصورت میں گنجے کے پاس گیا۔ اور اُس سے بھی ویسا ہی سوال کیا۔ جیسا کوڑھی سے کیا تھا۔ گنجے نے بھی اُسی طرح کا جواب دیا۔ فرشتے نے کہا۔ اگر تو جھوٹا ہے۔ تو خدا تجھے ویسا ہی کر دے۔ جیسا تو پہلے تھا۔ پھر اندھے کے پاس گیا۔ اور اُس سے بھی اُسی طرح پر کہا۔ اس نے کہا۔ خدا نے مجھ پر بہت احسان کئے ہیں۔ میں اندھا تھا۔ اس نے مجھے آنکھیں بخشیں۔ غریب تھا۔ امیر کر دیا۔ تم کو اختیار ہے کہ میرے مال میں سے جتنا چاہو لے لو۔ اور جس قدر چاہو چھوڑ دو۔ خدا کی قسم جو چیز تم خدا کے واسطے مانگو گے۔ مجھ کو اُس کے دینے میں ہرگز تامل نہ ہوگا۔ فرشتے نے کہا تم کو تمھارا مال مبارک رہے۔ خدا کو تم تینوں شخصوں کی آزمایش منظور تھی۔ سو وہ تم سے خوش ہؤا۔ اور ان دونوں سے ناخوش ہؤا+

حکایت

ایک دن حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے پوچھا کہ آج روزے سے کون ہے؟ حضرت ابوبکر نے عرض کیا میں ہوں۔ پھر پوچھا۔ آج جنازے کے ساتھ کون گیا تھا؟ حضرت ابوبکر نے عرض کیا میں گیا تھا۔ پھر پوچھا آج

محتاج کو کھانا کس نے کھلایا ہے؟ حضرت ابوبکر نے عرض کیا۔ میں نے پھر پوچھا آج بیمار پُرسی کس نے کی ہے؟ حضرت ابوبکر نے عرض کیا میں نے۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ جس شخص میں یہ اوصاف جمع ہونگے۔ وہ ضرور بہشت میں جائیگا +

حکایت

حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ ہر مسلمان کو حکم ہے۔ کہ صدقہ کرے۔ لوگوں نے عرض کیا۔ حضرت اگر کسی کے پاس کچھ نہ ہو؟ فرمایا۔ چاہئے کہ کمائے اور اس سے اپنے کو اور دوسروں کو نفع پہنچائے۔ پھر عرض کیا۔ اگر یہ بھی نہ ہو سکے یا نہ کرے۔ فرمایا۔ حاجتمند شکستہ خاطر کی مدد کرے۔ پھر عرض کیا۔ اگر یہ بھی نہ کرے۔ فرمایا۔ تو نیک بات بتائے۔ پھر عرض کیا۔ اگر یہ بھی نہ کرے۔ فرمایا۔ اپنی بُرائی سے لوگوں کو بچائے۔ یہ بھی صدقہ ہی ہے +

حکایت

بیبی عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے حضرت سے پوچھا یا رسول اللہ میرے دو پڑوسی ہیں۔ میں تحفہ کس کو دوں؟ فرمایا جس کا دروازہ تمھارے گھر سے زیادہ قریب ہو +

حکایت

ایک عورت نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ میں نے اپنی ماں کو ایک لونڈی صدقے کے طور پر دی تھی۔ اور اب میری ماں مرگئی ہے اُس لونڈی کے بارے میں آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا تم کو پورا ثواب بھی مل گیا۔ اور میراث میں تمھاری لونڈی بھی تم کو مل گئی۔ پھر اُس نے پوچھا کہ میری ماں پر ایک مہینے کے روزے ہیں۔ کیا میں اُس کی طرف سے رکھ لوں؟ فرمایا۔ ہاں رکھ لو۔ پھر پوچھا اُس نے کبھی حج نہیں کیا تھا۔ کیا میں اُس کی طرف سے حج کر لوں؟ فرمایا۔ ہاں کر لو +

حکایت

حضرت نے فرمایا ہے۔ جو شخص روزہ رکھ کر بُری باتیں کرنی اور بُرے کام کرنے نہ چھوڑے۔ تو خدا کو اس بات کی کچھ حاجت نہیں۔ کہ وہ صرف کھانا پینا ترک کر دے۔ (یعنی خدا کو پرہیزگاری مطلوب ہے نہ صرف فاقہ کشی) +

حکایت

حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔ کہ ایک روز جناب رسالت مآب نے مجھ سے پوچھا کہ کچھ کھانے کو ہے؟ میں نے عرض کیا۔ کچھ نہیں۔ فرمایا تو میں اب روزہ ہی[ف۱] رکھ لیتا ہوں۔ پھر آپ دوسرے دن میرے ہاں تشریف لائے۔ تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ مائدہ تحفہ آیا ہے۔ آپ نے فرمایا لاؤ تو۔ میں تو صبح سے روزہ دار تھا۔ یہ فرما کر مائدہ تناول فرما لیا+

حکایت

رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اُبَی بن کعب سے پوچھا ابومنذر! بھلا تمھیں قرآن مجید کی بہت بہتر آیت کونسی یاد ہے؟ انھوں نے کہا۔ اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ[ف۲]۔ تو آپ نے اُن کے سینے پر ہاتھ مار کر فرمایا۔ تم کو علم مبارک ہو+

حکایت

ایک بڈھا اپنے دو بیٹوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے گھسٹتا

ف۱ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ نفل روزے کی نیت دن چڑھے بھی درست ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ نفل روزے کو پورا کرنا بھی کچھ ضرور نہیں+

ف۲ (ترجمہ) اللہ وہ ذات پاک ہے کہ اسکے سوا کوئی معبود نہیں۔ زندہ کارخانۂ عالم کا سبنھالنے والا+

چلا جاتا تھا۔ حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے جو یہ حالت دیکھی۔ تو پوچھا کہ یہ اتنی تکلیف کیوں اٹھا رہا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ اس نے پیادہ پا حج کرنے کی نذر مانی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس نے جو اپنے تئیں آپ عذاب میں ڈال رکھا ہے خدا کو اس کی کچھ حاجت نہیں +

حکایت

کسی نے حضرت سرور عالم سے پوچھا کہ اگر کوئی میرا مال زبردستی لینا چاہے تو میں کیا کروں؟ فرمایا مت دو۔ اُس نے کہا۔ اگر وہ مجھ سے لڑائی کرے؟ فرمایا تم بھی لڑو۔ اُس نے کہا اگر وہ مجھے مار ڈالے؟ فرمایا تم کو شہادت کا درجہ ملے گا (یعنی تم بہشت میں جاؤگے) اُس نے کہا اگر میں اُسے مار ڈالوں؟ فرمایا وہ دوزخ میں جائیگا +

حکایت

حضرت علیؓ کے صاحبزادے حضرت حسن چھوٹے سے بچے تھے۔ کہ حضرت سرور کائنات نے اُن کو چوما اور پیار کیا۔ آپ کے پاس اقرع بن حابس بیٹھے تھے۔ کہنے لگے۔ کہ میرے دس لڑکے ہیں۔ میں نے کبھی کسی کو پیار نہیں کیا۔ یہ سُنکر آپ نے

تعجب کیا اور فرمایا۔ کہ جو رحم و شفقت نہیں کرتا۔ اُس سے بھی شفقت کا سلوک نہیں کیا جاتا +

حکایت

حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے روبرو ایک شخص نے کسی کی تعریف کی۔ آپ نے فرمایا۔ افسوس تم نے اپنے بھائی کی گردن کاٹ ڈالی۔ اس کلمے کو تین بار دُہرایا اور فرمایا کہ اگر کسی کو کسی کی تعریف ہی کرنا ہو تو یوں کہے کہ فلاں شخص میرے خیال میں ایسا ہے اور اُس کے اصل حال سے خدا ہی واقف ہے۔ اور کسی کے بارے میں یقینی طور پر کچھ نہ کہے +

حکایت

حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ و سلم نے پوچھا۔ تم لوگ جانتے ہو غیبت کیا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا۔ خدا اور رسول ہی خوب جانتے ہیں فرمایا اپنے بھائی کا ذکر پیٹھ پیچھے اس طرح پر کرنا کہ اگر وہ سُنے۔ تو اُس کے دل کو رنج پہنچے۔ اُس کا نام غیبت ہے۔ صحابہ نے عرض کیا کہ حضرت اگر وہ بات در حقیقت ہمارے بھائی میں ہو تو؟ فرمایا اسی وجہ سے تو وہ غیبت ہے۔ اگر وہ بات اس میں موجود نہ ہو تو بُہتان ہے +

حکایت

ایک روز حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے دو آیتیں پڑھیں۔ ایک وہ جس میں یہ ذکر ہے۔ کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے جھوٹے معبودوں کی نسبت خدا کی جناب میں یہ عرض کیا تھا کہ اے میرے پروردگار انھوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کر رکھا ہے۔ جو کوئی میری راہ چلا وہی میرا ہے یعنی آیت رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّهٗ مِنِّیْ۔ اور دوسرے حضرت عیسلے کا یہ قول۔ اِنْ[۵] تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ۔ اور دونوں ہاتھ اٹھا کر اور گڑگڑا گڑگڑا کر یہ دعا کی۔ کہ اے پروردگار میری اُمت کو بخش دیجیو۔ خدائے تعالےٰ نے جبرئیل کو بھیجا کہ محمد سے جا کر پوچھو۔ کہ تم روتے کیوں ہو؛ حالانکہ خدا اس بات کو خوب جانتا تھا۔ جبرئیلؑ حضرت کے پاس آئے۔ اور رونے کی وجہ پوچھی۔ آپ نے فرمایا۔ کہ میں اُمت کے لئے رو رہا ہوں۔ خدائے تعالےٰ نے جبرئیلؑ سے فرمایا۔ جاؤ اور محمد سے کہہ دو۔ کہ میں تم کو تمھاری اُمت کے بارے میں خوش کر دوں گا۔ اور اُس کے رنج وغم کے صدمے سے بچا لونگا ٭

---

[۵] اگر تو ان کو عذاب کرے۔ تو یہ تیرے ہی بندے ہیں ٭

حکایت

قیامت کے روز جس شخص کو سب سے ہلکا عذاب ہوگا۔
خدائے تعالےٰ اس سے پوچھے گا کہ اگر تجھے تمام دنیا ملے۔ تو کیا
تو اپنی رہائی کے لئے اُس کو خرچ کر دے؟ وہ عرض کریگا۔
ہاں اے میرے پروردگار ضرور خرچ کر دوں۔ تو خدائے تعالےٰ فرمائیگا
میں نے تو تجھ سے اُس وقت جبکہ تو اپنے باپ کی پشت میں
تھا۔ اس سے کہیں تھوڑی چیز چاہی تھی۔ مگر تو نے نہ مانا۔ وہ
چیز یہ تھی۔ کہ مجھے ایک سمجھنا۔ اور کسی کو میرا شریک نہ بناتا۔ مگر
تو نے اوروں کو میرے ساتھ شریک مقرر کیا۔

حکایت

انس فرماتے ہیں کہ حضرت سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے اخلاق بہت
ہی اچھے تھے۔ میں بچہ تھا۔ کہ آپ نے کسی کام کے لئے مجھ کو کہیں جانے
کو ارشاد فرمایا۔ میں نے کہا واللہ میں نہیں جانے کا۔ مگر دل میں یہ تھا کہ
کہ جاؤنگا۔ وہاں سے نکل کر ابھی بازار میں جہاں چند لڑکے
کھیل رہے تھے پہنچا تھا کہ آپ بھی تشریف لے آئے۔ اور پیچھے
سے میری گردن پکڑ لی۔ میں نے پھر کر جو آپ کی طرف دیکھا۔
تو آپ نے ہنس کر فرمایا۔ اُنیس! میں نے تم کو جہاں بھیجا تھا۔

وہاں گئے ۔ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ اب جاتا ہوں ۔

حکایت

ایک شخص نے حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم سے بہت سی بکریاں مانگیں۔ آپ نے دیدیں۔ وہ شخص جب اپنی قوم کے لوگوں میں گیا تو کہنے لگا۔ بھائیو جلدی مسلمان ہو جاؤ۔ خدا کی قسم محمدؐ تو اتنا دیتے ہیں۔ کہ اُن کو اس بات کا بھی خوف نہیں کہ اُن کے پاس کچھ نہ رہیگا ۔

حکایت

ایک بار لوگوں نے جناب رسالت مآب کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ آپ مشرکین کے حق میں بد دعا کیجئے۔ فرمایا میں اس کام کے لئے نہیں آیا۔ بلکہ رحمت کے لئے آیا ہوں ۔

حکایت

ایک روز حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم یہ فرما رہے تھے۔ کہ کوئی جنتی جنت میں خدا سے کھیتی کرنے کی تمنا کریگا۔ خدا فرمائیگا۔ کیا یہاں تیرے پاس ہر طرح کا سامان اور جنس موجود نہیں ہے؟ وہ عرض کرے گا۔ پروردگار موجود تو سب کچھ ہے۔ مگر کھیتی کرنے

کو جی چاہتا ہے۔ حکم ہوگا۔ کہ شوق ہی پورا کرنا ہے۔ تو کھیتی کی اجازت ہے وہ تخم ریزی کرے گا۔ اور بوئے گا۔ فوراً کھیتی اُگ جائے گی۔ اور پک کر کٹ جائے گی۔ اور کئی پہاڑوں کے برابر اناج کا انبار ہو جائے گا۔ تو خدائے تعالےٰ فرمائے گا۔ اب آرزو پوری ہو گئی؟ اے بندے تجھے کوئی نعمت آسودہ نہیں کرتی۔ اس مجلس میں ایک صحرائی بھی تھے۔ انھوں نے جنتی کا یہ حال سُنا۔ تو بے ساختہ بول اُٹھے۔ واللہ وہ جنتی یا تو کوئی قریشی ہوگا یا انصاری کیونکہ کھیتی انھیں لوگوں کا کام ہے۔ اور ہم لوگ تو جنگل کے رہنے والے ہیں۔ زراعت نہیں کرتے۔ یہ بات سُن کر جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے ✤

حکایت

حضرت نے فرمایا۔ کہ ایک دفعہ حضرت ایوّب غسل کر رہے تھے۔ ان پر سونے کی ٹڈیاں برسنے لگیں۔ اور وہ اُن کو اپنے کپڑے میں جمع کرنے لگے۔ خدا نے فرمایا۔ ایوب! کیا ہم نے تمھیں ان چیزوں سے بے نیاز نہیں کیا؟ عرض کیا۔ ہاں اے میرے پروردگار مگر تیری ہی عزّت کی قسم مجھ کو تیری نعمت سے بے پروائی نہیں ہو سکتی ✤

حکایت

انس فرماتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کسی شخص کو اپنے اہل و عیال پر مہربان نہیں دیکھا۔ آپ کے صاحبزادے ابراہیمؑ مدینے کے ایک گاؤں میں پرورش پاتے تھے۔ آپ بہ اقتضائے شفقت پدری اُن کے دیکھنے کو وہاں تشریف لے جاتے۔ اور ہم لوگ بھی آپ کے ساتھ ہوتے۔ ابراہیمؑ کی دائی کے شوہر لُہار تھے۔ ان کے گھر میں بہت سا دُھواں ہوتا تھا۔ آپ اِس گھر میں تشریف لے جا کر ابراہیمؑ کو گود میں لیتے اور چومتے اور پیار کرتے۔ پھر لوٹ آتے +

حکایت

ابوجہل نے لوگوں سے پوچھا کیا محمدؐ تم لوگوں کے سامنے بھی اپنا مُنہ خاک پر ملتے ہیں (یعنی سجدے کے وقت پیشانی زمین پر رکھتے ہیں) انھوں نے کہا۔ ہاں۔ بولا کہ لات و عُزّٰے کی قسم اگر میں یہ حالت دیکھوں۔ تو اُن کی گردن کچل ڈالوں۔ ایک روز آپ نماز میں معروف تھے کہ ابوجہل آیا۔ اس نے ابھی بے ادبی کا ارادہ ہی کیا تھا کہ دونوں ہاتھوں سے کچھ روکتا ہوًا پیچھے ہٹا۔ لوگوں نے پوچھا۔ کیا ہوا؟ کہنے لگا میرے اور محمد

کے درمیان آگ کا ایک گڑھا ہے۔ جو بڑا خوفناک مقام ہے۔ اور وہاں فرشتے بھی ہیں۔ حضرت نے یہ کیفیت سُن کر فرمایا۔ اگر ابوجہل میرے قریب آتا۔ تو فرشتے اُس کی بوٹی بوٹی نوچ لیتے۔

حکایت

قبیلۂ ازوشنوٴہ کا ایک شخص جس کا نام ضماد تھا۔ آسیب وجن اُتارتا تھا۔ وہ مکے میں آیا۔ تو وہاں احمقوں نے یہ مشہور کر رکھا تھا کہ محمدؐ دیوانے ہو گئے ہیں۔ ضماد نے جو یہ حال سُنا تو کہا میں دیکھوں۔ عجب نہیں کہ خدائے تعالےٰ میرے ہاتھ سے اُن کو شفا بخشے۔ چنانچہ وہ حضرتؐ کے پاس آیا۔ اور کہا محمد! میں آسیب وجن کا منتر جانتا ہوں۔ اگر آپ کو خواہش ہو۔ تو ارشاد کیجئے۔ آپ نے فرمایا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ[1] نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ۔ ابھی آپ نے اَمَّا بَعْدُ تک فرمایا

[1] سب تعریفیں خدا ہی کو سزاوار ہیں۔ ہم اُسی کی تعریف کرتے ہیں۔ اور اسی سے مدد چاہتے ہیں۔ جس کو خدا راہ دکھائے۔ اس کو کوئی گمراہ کرنے والا نہیں۔ اور جس کو خدا گمراہ کرے۔ اُس کو کوئی راہ دکھانے والا نہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ وہ اکیلا ہے۔ اُس کا کوئی شریک نہیں۔ اور میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں۔ کہ محمد خدا کے بندے اور اُس کے رسول ہیں۔ اس کے بعد

تھا۔ کہ ضماد نے کہا۔ اسے پھر پڑھئے۔ آپ نے اس کو تین بار پڑھ کر سُنایا۔ اُس نے سُن کر کہا میں نے کاہنوں کے الفاظ بھی سُنے ہیں۔ جادوگروں کے کلمات بھی سُنے ہیں۔ شاعروں کا کلام بھی سُنا ہے۔ مگر جو کلام آپ نے سُنایا ہے ایسا کبھی کسی سے نہیں سُنا۔ یہ کلام تو عجب فصیح و بلیغ اور پاکیزہ و متین ہے۔ لائیے اپنا ہاتھ بڑھائیے۔ میں قبول اسلام کے لئے بیعت کروں۔ پس وہ اُسی وقت حضرت کے ہاتھ پر اسلام لے آیا +

حکایت

حضرت ابوبکر صدیق فرماتے ہیں۔ کہ ہجرت کے وقت مشرک ہم سے اس قدر قریب تھے۔ کہ ہم غار میں سے اُن کے پاؤں کو اپنے سروں پر دیکھتے تھے۔ میں نے حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا۔ اگر کوئی مشرک اپنے پاؤں کی طرف نظر کرے تو ہمیں جھٹ دیکھ لے۔ آپ نے فرمایا جن دو شخصوں کے ساتھ تیسرا خدا ہو۔ ان کے بارے میں تم ایسا خیال کیوں کرتے ہو؟

حکایت

حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اُمّ سائب کے پاس تشریف

لائے۔ وہ اُس وقت بخار سے کانپ رہی تھیں۔ آپ نے پوچھا کیوں کانپ رہی ہو؟ بولیں خدا تپ کو غارت کرے۔ اس کی وجہ سے کانپ رہی ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ تپ کو بُرا نہ کہو۔ یہ آدمی کا گناہ اس طرح دور کردیتی ہے۔ جیسے لُہار کی بھٹی لوہے کا میل دور کردیتی ہے +

حکایت

عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں۔ کہ ایک دن حضرت سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کو شدت سے بخار ہوا۔ میں جو آپ کی خدمت میں حاضر ہؤا۔ تو آپ کے جسم مبارک کو ہاتھ لگا کر عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ آپ کو تو سخت بخار ہے۔ فرمایا ہاں مجھے دو آدمیوں کے برابر بخار آتا ہے۔ میں نے عرض کیا چونکہ آپ کو دُگنا ثواب ملتا ہے۔ شاید اس لئے تکلیف بھی دگنی ہو۔ فرمایا ہاں۔ پھر فرمایا۔ جس مسلمان پر۔ بیماری وغیرہ کی کوئی مصیبت آتی ہے۔ تو خدا اُس کے گناہوں کو اِس طرح دور کردیتا ہے۔ جیسے (موسم خزاں میں) درخت سے پتے جھڑ جاتے ہیں +

حکایت

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ایک دن روزہ دار تھے۔ جب

روزہ کھولنے کے وقت اُن کے پاس افطاری آئی۔ تو فرمانے لگے۔ مُصعب بن عُمیر جو مجھ سے بہتر تھے۔ جب شہید ہوئے۔ تو ان کے کفن کی چادر اتنی چھوٹی تھی۔ کہ سر ڈھاکتے تھے۔ تو پاؤں کھل جاتے تھے اور پاؤں ڈھاکتے تھے۔ تو سر کھل جاتا تھا پھر جب حمزہ شہید ہوئے اور وہ بھی مجھ سے کہیں بہتر تھے۔ تو اُن کی بے سرو سامانی کا بھی یہی حال تھا۔ لیکن ہم کو دُنیا کا بہت سا ساز و سامان اور دولت کثرت سے ملی ہے۔ ڈر ہے کہ کہیں ہماری نیکیوں نے جلدی نہ کی ہو یعنی نیکیوں کا صلہ دُنیا ہی میں نہ مل گیا ہو۔ یہ فرما کر اس قدر روئے کہ کھانا چھوڑ دیا۔

حکایت

ایک دفعہ ایک جنازہ گزرا۔ لوگوں نے مرنے والے کی بھلائیاں بیان کیں۔ حضرت سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ واجب ہوئی۔ پھر ایک اور جنازہ گزرا۔ اُس کی لوگوں نے بُرائیاں بیان کیں۔ پھر آپ نے فرمایا۔ واجب ہوئی۔ حضرت عمر نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ کیا واجب ہوئی؟ آپ نے فرمایا۔ تم لوگوں نے پہلے مُردے کی خوبیاں بیان کیں۔ اُس کے لئے بہشت واجب ہوئی۔ اور دوسرے کی بُرائیاں بیان کیں۔ اُس کے واسطے دوزخ واجب ہوئی۔ تم لوگ زمین پر خدا کے گواہ ہو۔ مصرع

زبانِ خلق کو نقارۂ خدا سمجھو

حکایت

جس وقت حضرت سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے ابراہیم کی حالت نزع کی تھی۔ تو محبت پدری نے آپ کے دل میں درد پیدا کیا۔ اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ یہ حالت دیکھ کر عبدالرحمٰن بن عوف نے تعجب سے عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ آپ بھی روتے ہیں؟ فرمایا ابن عوف! یہ آنسو رحمت ہیں۔ یہ فرما کر آپ پھر روئے اور فرمایا۔ آنکھیں رو رہی ہیں اور دل گھلا جاتا ہے۔ مگر باتیں وہی کرتا ہوں۔ جن سے خدا خوش ہو۔ پھر اپنے لختِ جگر سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ ابراہیم، ہم تمھاری جدائی میں بہت غمناک ہیں ؂

حکایت

ایک عورت قبر پر گریہ و زاری کر رہی تھی۔ حضرت سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس سے فرمایا۔ خدا سے ڈرو اور صبر کرو۔ اُس نے کہا نصیحت تو آسان ہے۔ لیکن میرے جیسا صدمہ پہنچا ہوتا تو حقیقت معلوم ہوتی۔ عورت نے اس وقت یہ نہیں جانا تھا کہ صبر کی تلقین کرنے والے حضرت رسول اللہ تھے۔

جب لوگوں نے بتایا کہ آپ پیغمبر خدا تھے۔ تو وہ آپ کے مکان پر حاضر خدمت ہوئی۔ اور معذرت کرنے لگی کہ میں نے جناب کو پہچانا نہ تھا۔ آپ نے فرمایا صبر وہی معتبر ہے جو مصیبت پڑتے ہی کیا جائے ٭

حکایت

ایک اصحابی ہر قراءت کے بعد قُل ہُوَ اللہ پڑھ کر رکعت ختم کرتے تھے۔ لوگوں نے یہ بات جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے بیان کی۔ آپ نے فرمایا کہ اُن سے پوچھو وہ ایسا کیوں کرتے ہیں۔ لوگوں نے ان سے سبب پوچھا۔ اُنھوں نے کہا۔ اس سورت میں خدائے پاک ذات کی صفات مذکور ہیں۔ مجھے ان کا پڑھنا بہت اچھا معلوم ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ ان سے کہہ دو کہ خدا بھی اُن کو دوست رکھتا ہے۔

حکایت

عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں۔ ایک دن حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا کہ قرآن سُناؤ۔ میں نے عرض کیا۔ حضرت بھلا میں آپ کو قرآن سُناؤں۔ آپ پر تو قرآن نازل ہوا ہی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ مجھے دوسرے سے

قرآن سُننا اچھا معلوم ہوتا ہے۔ تب میں نے سورہ نسا شروع کی۔ جب آیہ فَکَیْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ کُلِّ اُمَّۃٍ بِشَہِیْدٍ وَّ جِئْنَا بِکَ عَلٰی ہٰٓؤُلَآءِ شَہِیْدًا تک پہنچا[1]۔ تو آپ نے فرمایا۔ بس میں نے جو آپ کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا۔ تو آپ زار زار رو رہے تھے۔

حکایت

حضرت حنظلہ کہتے ہیں۔ ایک دفعہ حضرت ابوبکر نے مجھ سے میرا حال پوچھا۔ میں نے کہا آپ حال کیا پوچھتے ہیں۔ حنظلہ تو منافق ہوگیا۔ انھوں نے فرمایا۔ آہا یہ کیسی بات کہتے ہو۔ میں نے کہا جب میں حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ و سلم کی خدمت میں حاضر ہوتا اور دوزخ اور بہشت کا حال سُنتا ہوں۔ تو یہ حال ہو جاتا ہے کہ گویا ان دونوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں۔ اور جب دنیاوی کاروبار میں مصروف ہو جاتا ہوں۔ تو بہت سی باتوں کا خیال بھی نہیں رہتا۔ حضرت ابوبکر نے کہا خدا کی قسم میرا بھی یہی حال ہے۔ پھر ہم دونوں رسول اللہ صلے اللہ علیہ و سلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ حنظلہ تو منافق ہوگیا۔ آپ نے

[1] (ترجمہ) اے پیغمبر اس دن کیا حال ہوگا جب ہم ہر ایک اُمت میں سے ایک گواہ لائیں گے اور تم کو ان لوگوں پر گواہ لائیں گے۔

فرمایا۔ اس کے کیا معنے؟ میں نے اپنا حال عرض کیا۔ آپ نے فرمایا واللہ اگر تم لوگ ہر وقت اُسی حال میں رہو۔ جس حال میں میرے پاس رہتے ہو۔ اور خدا کا ذکر کرتے رہو۔ تو فرشتے تمہارے فرشوں اور تمہارے رستوں میں تم سے مصافحہ کیا کریں مگر حنظلہ ایک گھڑی کسی طرح کی ہے اور ایک گھڑی کسی طرح کی۔ اس کلمے کو آپ نے تین بار فرمایا +

حکایت

ایک مسلمان بیمار ہؤا حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم اُس کی عیادت کو تشریف لے گئے۔ وہ نہایت لاغر ہو رہا تھا۔ آپ نے یہ حالت دیکھ کر پوچھا۔ تم تندرستی کی حالت میں خدائے تعالےٰ سے کچھ دعا تو نہیں کرتے تھے؟ اُس نے کہا میں یہ دعا کیا کرتا تھا کہ اے خدا جو عذاب آخرت میں مجھے دینا ہو وہ دنیا ہی میں دے لے۔ آپ نے فرمایا سبحان اللہ۔ تم خدا کے عذاب کو کہاں سہہ سکتے ہو۔ یوں کیوں نہ کہا۔ کہ اے خدا مجھ کو دُنیا اور آخرت دونوں جہان میں بھلائی عطا فرما اور دوزخ کے عذاب سے بچا۔ پھر اُس نے اسی طرح دعا مانگی۔ تو خدا نے اُس کو تندرست کر دیا +

حکایت

ایک دفعہ حضرت نے ارشاد فرمایا۔ کہ کوئی مرد کسی اجنبی غیر محرم عورت کے ساتھ اکیلا نہ رہے اور نہ کوئی عورت بغیر محرم کے سفر کرے۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ میری بیوی حج کو طیار ہے اور میں ساتھ جانے سے معذور ہوں۔ کیونکہ میرا نام کئی لڑائیوں میں جانے کو لکھا گیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ تم اپنی بیبی کے ساتھ جاؤ اور اُسے حج کراؤ +

حکایت

ایک رات حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاں ایک کافر مہمان ہؤا۔ آپ نے فرمایا کہ اسے بکری کا دودھ دوہ کر پلاؤ۔ ایک بکری دوہی گئی۔ وہ اُس کا دودھ پی گیا۔ دوسری دوہی گئی۔ وہ بھی پی گیا۔ تیسری دوہی گئی وہ بھی پی گیا۔ اسی طرح سات بکریوں کا دودھ پی گیا۔ صبح کو خدا نے اُس کو اسلام کی نعمت نصیب فرمائی۔ حضرت نے پھر فرمایا کہ اس کو بکری کا دودھ دوہ کر پلاؤ۔ ایک بکری کا دودھ تو وہ پی گیا۔ مگر دوسری بکری کا سب دودھ نہ پی سکا۔ تو آپ نے فرمایا کہ مومن ایک آنت میں پیتا ہے۔ اور کافر سات آنتوں میں +

حکایت

ایک دفعہ حضرت سفر میں تھے۔ ایک شخص کو دیکھا کہ بیہوش پڑا ہے۔ اور لوگوں نے اس پر سایہ کر رکھا ہے۔ آپ نے پوچھا۔ اِسے کیا ہُوا؟ لوگوں نے عرض کیا کہ روزے کے سبب بیہوش ہو گیا ہے۔ آپ نے فرمایا سفر میں روزہ رکھنا نیکی کا کام نہیں؟

حکایت

حضرت عمر فرماتے ہیں کہ جناب رسالت مآب نے فرمایا۔ کہ تمھارے پاس اہل یمن کے ساتھ اُویس قرنی آئیں گے۔ وہ پہلے برص میں مبتلا تھے۔ اب وہ مرض تو جاتا رہا ہے۔ مگر ایک داغ بقدر درم باقی ہے۔ اپنی والدہ کے بڑے خدمت گزار اور فرماں بردار ہیں۔ نیکوکار ایسے کہ اگر خدا کے بھروسے پر قسم کھا لیں۔ تو خدا ان کو سچا ہی کر دے۔ تو عمر اگر تم سے ہو سکے تو کوشش کرنا کہ ان سے اپنے حق میں دعائے مغفرت کراؤ۔ جب حضرت عمر اپنی عمر کے سال آخر میں حج کو تشریف لے گئے۔ تو وہاں یمن کے لوگوں سے دریافت کیا کہ تم میں اویس قرنی بھی ہیں؟ ایک شخص نے کہا کہ اویس قرنی تو کوئی مشہور و معروف اور معزز شخص ہم میں نہیں ہے۔ البتہ میرا ایک بھائی ہے۔ اُس کا نام بھی اُویس

ہے۔ مگر وہ تو ایک گمنام اور حقیر شخص ہے۔ ہمارے اونٹ چُرایا کرتا ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا۔ بھلا تم ہمیں ان سے ملا دوگے؟ اُس نے کہا۔ ہاں میرے ساتھ تشریف لے چلئے۔ عرفات کے جنگل میں اونٹ چراتا ہوگا۔ وہاں ملاقات ہو جائیگی۔ حضرت عمر اور حضرت علی اس کے ساتھ روانہ ہوئے۔ جنگل میں جا کر دیکھا۔ کہ اُویس تو نماز پڑھ رہے اور رکوع و سجود کر رہے ہیں اور اونٹ اِردگرد چر رہے ہیں۔ طریق مسنون کے مطابق دونوں طرف سے رسم اسلام ادا ہوئی۔ اِس کے بعد حضرت عمر نے نام دریافت فرمایا اُنھوں نے کہا خدا کا بندہ[1]۔ حضرت عمر نے کہا کہ آسمان و زمین میں جتنے لوگ ہیں۔ سبھی خدا کے بندے ہیں۔ آپ اپنا وہ نام بتائیں۔ جو والدین نے رکھا ہے۔ انھوں نے کہا کہ نام پوچھنے سے کیا فائدہ۔ حضرت عمر نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیں آپ کے اوصاف اور نشان بتائے ہیں سو ہم نے آپ کو شناخت کر لیا ہے۔ تب انھوں نے کہا کہ میرا ہی نام اویس قرنی ہے۔ حضرت عمر نے کہا کہ میرے لئے دعائے مغفرت کیجئے۔ انھوں نے جواب دیا کہ میں نے کبھی خصوصیت کے ساتھ اپنے لئے یا کسی اور شخص کے لئے دعا نہیں کی۔ عام طور پر سب مومنوں کے حق میں دعا کیا کرتا ہوں۔ پھر دونوں صاحبوں سے ان

[1] یعنی عبداللہ +

کے نام پوچھے۔ حضرت علی نے کہا کہ یہ تو امیرالمومنین عمر ہیں۔
اور میں علی بن ابی طالب ہوں۔ تب اویس تعظیم کے لئے سنبھل
بیٹھے۔ اور فرمانے لگے کہ اے امیرالمومنین اور اے علی بن ابی
طالب تم پر خدا کی طرف سے سلامت اور رحمت ہو۔ اور خدا
تم کو اس اُمت کی طرف سے نیک صلہ عنایت فرمائے۔ حضرت
عمر نے چاہا کہ کچھ خرچ پات اور لباس و پارچات سے ان کی
مدد کریں۔ مگر اُنھوں نے قبول نہ کیا۔ اور فرمایا کہ میں نے سُنا ہے
کہ دوزخ میں بڑے بڑے غار ہیں او۔ ان کو دبلے پتلے اور
بھوکے لوگوں کے سوا کوئی پھاند نہیں سکے گا۔ سو میں نہیں
چاہتا کہ پیٹ بھر کر کھاؤں اور موٹا تازہ ہو جاؤں ◆

حکایت

ایک شخص نے حضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول
اللہ میرے رشتہ دار ایسے ہیں۔ کہ میں اُن سے ملتا ہوں۔ اور
وہ مجھے چھوڑتے ہیں۔ میں اُن کے ساتھ سلوک کرتا ہوں۔ وہ
میرے ساتھ بُرائی کرتے ہیں۔ میں در گزر کرتا ہوں۔ وہ زیادتی
کرتے ہیں۔ فرمایا اگر واقع میں تم ایسے ہی ہو۔ جیسا تم نے
بیان کیا۔ تو گویا تم ان پر خاک ڈالتے ہو۔ اور جب تک تمھارا
یہی حال ہے۔ خدا تمھارا مددگار رہے ◆

حکایت

حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔ ایک سائلہ ہمارے ہاں آئی۔ اور سُوال کیا۔ اُس وقت میرے پاس صرف ایک خرما تھا۔ میں نے وہی اُسے دے دیا۔ اُس کے ساتھ دو لڑکیاں تھیں۔ اُس نے خرمے کے دو ٹکڑے کرکے ایک ایک ٹکڑا دونوں لڑکیوں کو دے دیا۔ اور چلی گئی۔ جب حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ تو میں نے یہ کیفیت آپ سے بیان کی۔ آپ نے فرمایا۔ جس کو خدا لڑکیاں دے۔ اور وہ اُن پر شفقت اور اُن کے ساتھ نیک سلوک کرے۔ تو وہ لڑکیاں اُس کے اور دوزخ کے بیچ میں آڑ ہو جائیں گے +

حکایت

حضرت سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم۔ کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ مظلوم بھائی کی تو مدد ہو سکتی ہے۔ بھلا ظالم کی مدد کیونکر کی جائے؟ فرمایا اُسے ظلم کرنے سے روکو۔ یہی اُس کی مدد ہے +

حکایت

ایک دفعہ حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خدا کی قسم وہ مومن نہیں۔ خدا کی قسم وہ مومن نہیں۔ خدا کی قسم وہ مومن نہیں۔ لوگوں نے پوچھا۔ یا رسول اللہ کون مومن نہیں فرمایا۔ جس کے ضرر سے اُس کے پڑوسی نہ بچیں +

حکایت

حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک مسلمان اپنے مسلمان بھائی سے ملنے کے لئے کسی گاؤں میں چلا جاتا تھا۔ رستے میں خدا کے حکم سے ایک فرشتہ آ بیٹھا۔ جب وہ شخص فرشتے کے پاس پہنچا۔ تو فرشتے نے پوچھا تم کہاں جاتے ہو؟ اُس نے کہا میں اپنے ایک مسلمان بھائی کی ملاقات کو جاتا ہوں۔ فرشتے نے کہا۔ کیا تم اُس سے اپنے کسی احسان کا بدلہ لینے جاتے ہو؟ اُس نے کہا نہیں - میں تو صرف اس لئے جاتا ہوں۔ کہ مجھے اُس سے خدا واسطے کی محبت ہے۔ تب فرشتے نے اُس سے کہا کہ مجھے خدا نے اس لئے بھیجا ہے۔ کہ تمہیں بشارت دوں کہ خدا بھی تم سے اتنی ہی محبت رکھتا ہے۔ جتنی تم خدا کے واسطے اپنے مومن بھائی سے محبت رکھتے ہو +

حکایت

حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا۔ یا رسول اللہ قیامت کب آئیگی؟ فرمایا تم نے قیامت کے لئے کیا سامان کر رکھا ہے؟ اس نے عرض کیا۔ حضرت اور سامان تو کچھ نہیں ہے۔ البتہ خدا اور رسول خدا کی محبت رکھتا ہوں۔ فرمایا تو تم قیامت کے روز اُسی کے ساتھ ہوگے۔ جس کی محبت رکھتے ہو +

حکایت

حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ بہشتی وہ ہے جو اپنے تئیں حقیر سمجھتا ہو۔ اور اُس کی ظاہری حالت اور انداز سے بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہو۔ مگر واقع میں اُس کا یہ حال ہے۔ کہ اگر وہ خدا پر کسی بات کی قسم کھا بیٹھے۔ تو خدا اُس کو سچا ہی کر دے۔ اور دوزخی وہ ہے جو بڑا بد اخلاق۔ بخیل اور شیخی بگھارنے والا ہے +

حکایت

حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس شخص

کے دل میں رائی کے دانے برابر بھی ایمان ہوگا۔ وہ دوزخ سے نکل آئیگا۔ اور جس کے دل میں رائی کے دانے برابر بھی شیخی ہوگی۔ وہ بہشت سے محروم رہیگا۔ ایک شخص نے عرض کیا۔ حضرت! اچھی پوشاک تو سب کو اچھی لگتی ہے۔ فرمایا یہ مطلب نہیں۔ خدا خود خوبصورت ہے۔ اور خوبصورتی کو پسند فرماتا ہے۔ شیخی یہ ہے کہ حق بات کو نہ مانے اور خدا کے بندوں کو حقیر جانے ؛

حکایت

جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اگلی اُمت میں ایک شخص کی عمر پوری ہوچکی۔ تو فرشتے اُس کی جان نکالنے آئے۔ اور مرنے والے سے پوچھا۔ تو نے کوئی نیکی بھی کی ہے؟ اُس نے کہا۔ مجھے تو یاد نہیں۔ انھوں نے کہا فکر کر۔ اُس نے سوچ کر کہا کہ میں سودا بیچنے کا کام کیا کرتا تھا۔ اور قیمت کے بارے میں نرمی اختیار کرتا تھا۔ یعنی با مقدور لوگوں کو مہلت دیتا تھا اور غریبوں کو معاف کر دیا کرتا تھا۔ اس نیکی کی وجہ سے خدا نے اُس کو بخش دیا ؛

حکایت

حضرت جابر رضی اللہ عنہ اپنے اونٹ پر سوار ہوکر مدینے

کو جا رہے تھے۔ اونٹ جو تھک گیا۔ تو آہستہ آہستہ چلنے لگا۔ اتنے میں حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ اور اونٹ کو مارا تو وہ پہلے سے بھی تیز چلنے لگا۔ آپ نے فرمایا۔ جابر! یہ اونٹ ہمارے ہاتھ بیچ دو۔ انھوں نے اونٹ بیچ دیا۔ لیکن گھر تک اُسی اونٹ پر جانے کی شرط کی۔ جابر کہتے ہیں۔ جب ہم مدینے پہنچے۔ تو میں اونٹ لے کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے اس کی قیمت بھی عنایت فرمائی۔ اور اونٹ بھی مجھی کو دیدیا ٭

حکایت

کسی نے حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ اگر میں صبر و استقلال اور نیت نیک سے مردانہ وار خدا کی راہ میں مارا جاؤں۔ تو کیا خدا میرے تمام گناہ معاف کر دے گا؟ فرمایا ہاں۔ جب وہ جانے لگا تو فرمایا کہ اور گناہ تو بخش دیئے جائینگے لیکن بندوں کا حق نہیں بخشا جائیگا۔ کہ جبرئیل نے اسی طرح کہا ہے ٭

حکایت

چند صحابہ کہیں جا رہے تھے۔ کہ ایک گاؤں میں پہنچے۔ وہاں

کسی کو بچھو یا سانپ نے کاٹا تھا۔ گاؤں والوں میں سے ایک شخص ان کے پاس آیا۔ اور پوچھا کہ آپ میں کوئی جھاڑ پھونک بھی جانتا ہے؟ ایک صحابی نے جو یہ عمل جانتے تھے۔ دم کرنے کے عوض بکریاں لینے کی شرط کی اور سورت فاتحہ پڑھی۔ بیمار اچھا ہوگیا اور یہ بکریاں لے کر اپنے ساتھیوں کے پاس آ موجود ہوئے۔ دوسرے صحابہ نے اس فعل کو نا پسند کیا۔ اور کہا۔ تم نے قرآن پڑھنے کا معاوضہ لیا ہے۔ جب مدینے پہنچے۔ تو حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ قصّہ بیان کیا۔ اور کہا کہ حضرت! انھوں نے قرآن کا معاوضہ لیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ جن چیزوں پر معاوضہ لیا جاتا ہے۔ اُن میں معاوضہ لینے کے لائق خدا ہی کی کتاب ہے۔ انھوں نے جو کچھ کیا ہے خوب کیا ہے۔ اچھا جو معاوضہ ملا ہے اُس کو بانٹ لو۔ اور ہمارا حصّہ بھی لگا دو +

حکایت

حضرت عمرؓ کو خیبر میں ایک قطعہ زمین ملا۔ انھوں نے سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ کر نہایت خوشی سے کہا کہ یا رسول اللہ مجھے خیبر میں ایک ایسا قطعہ زمین ملا ہے۔ کہ میرے نزدیک کبھی کوئی مال اس سے زیادہ عمدہ اور دلپسند مجھے نہیں ملا۔ جناب کی رائے مبارک میں مجھے اس زمین

کو کیا کرنا چاہئے۔ آپ نے فرمایا۔ اگر تم چاہو تو زمین کو وقف کر دو۔ اور جو اُس کی پیداوار ہو۔ اُس کو صدقہ ٹھہراؤ۔ حضرت عمر نے اسی شرط سے وقف کر دیا۔ کہ زمین نہ فروخت کی جائے۔ اور نہ بطور ہبہ دی جائے۔ نہ اُس کا کوئی وارث ہو اور اُس کی آمدنی غریب لوگوں اور رشتہ داروں اور مسافروں اور مہمانوں پر اور غلاموں کے آزاد کرانے میں اور خدا کی راہ میں خرچ کی جائے اور اگر متولی بھی بقدر مناسب اُس میں سے خرچ کرلے۔ بشرطیکہ مال جمع کرنا نہ چاہے۔ تو کچھ گناہ نہیں +

حکایت

حضرت سعد بن ابی وقاص روایت کرتے ہیں۔ کہ جس سال مکہ فتح ہؤا۔ میں ایسا بیمار ہؤا کہ زندگی کی امید نہ رہی۔ حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم جو میری عیادت کو تشریف لائے۔ تو میں نے عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ میرے پاس مال و متاع بہت ہے۔ اور بجز ایک بیٹی کے میرا کوئی وارث نہیں۔ کیا میں اپنے تمام مال کی وصیت کر دوں؟ فرمایا نہیں۔ میں نے عرض کیا۔ دو تہائی کی کر دوں؟ فرمایا نہیں۔ میں نے کہا بھلا آدھے کی؟ فرمایا نہیں۔ پھر میں نے کہا۔ تہائی کی؟ فرمایا تہائی بھی بہت ہے مگر خیر اتنے کا تمھیں اختیار ہے۔ اگر تمھارے بعد تمھارے وارث

خوشحال اور فارغ البال ہوں۔ تو اس سے کہیں بہتر ہے کہ ان کو روٹیوں کے لالے پڑجائیں۔ اور وہ لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلاتے پھریں میاں بات تو یہ ہے۔ کہ تم جو کچھ بھی خدا کی خوشنودی کے لئے خرچ کروگے۔ یہاں تک کہ جو لقمہ بھی اُٹھا کر اپنی بیبی کے مُنہ میں ڈالوگے۔ اُس کا بھی تمھیں ثواب ملیگا۔

حکایت

حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نا محرم عورتوں کے پاس جانے سے بہت بچنا۔ ایک شخص نے کہا۔ یا رسول اللہ بھلا دیور بھی اپنی بھاوج کے پاس نہ جائے؟ فرمایا دیور تو موت ہے۔

حکایت

حضرت ابو مسعود فرماتے ہیں۔ کہ میں ایک دفعہ اپنے غلام کو مار رہا تھا کہ پیچھے سے یہ آواز آئی۔ ابو مسعود! جس قدر تم اس غلام پر اختیار رکھتے ہو۔ خدا تم پر اس سے کہیں زیادہ اختیار رکھتا ہے۔ میں جو پھر کر دیکھتا ہوں تو حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم تھے۔ میں نے عرض کیا۔ حضرت میں اس غلام کو خدا کے لئے آزاد کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا اگر تم اس کو آزاد نہ کرتے تو تمھیں دوزخ میں جلنا پڑتا۔

حکایت

قبیلہ بنی مخزوم کی ایک عورت کے بارے میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اجلاس سے ا چوری کے الزام میں ہاتھ کاٹنے کا حکم صادر ہؤا۔ ایسا سخت حکم اور ایسی معزز عورت کی نسبت لوگوں پر نہایت شاق گزرا۔ تو آپس میں مشورت کرنے لگے۔ کہ اس عورت کے بارے میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ و سلم سے کون سفارش کر سکتا ہے۔ کسی نے کہا اُسامہ بن زید آپ کے بڑے پیارے ہیں۔ ان کے سوا اور کوئی جرأت نہیں کر سکتا۔ اسامہ نے سفارش کی تو آپ نے فرمایا اسامہ! تم خدا کی حد میں سفارش کرتے ہو؟ یہ فرما کر آپ کھڑے ہو گئے اور فرمانے لگے کہ اگلی امتوں کے لوگ اسی وجہ سے تو ہلاک ہوئے کہ جب ان میں کوئی بڑا آدمی چوری کرتا۔ تو اُس کو چھوڑ دیتے اور غریب ایسی حرکت کرتا تو اُس کو حد مارتے۔ واللہ اگر محمد کی بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی۔ تو میں اُس کا ہاتھ بھی کٹوا دیتا۔

حکایت

ایک شخص جن کا نام عبداللہ اور لقب حمار تھا۔ حضرت سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کو ہنسایا کرتے تھے وہ کہیں

شراب پی بیٹھے۔ تو حضرت نے اُن کو کوڑے لگوائے۔ وہ پھر یہی حرکت کر بیٹھے اور پھر کوڑے کھائے۔ کسی صحابی نے کہا۔ اس پر خدا کی لعنت یہ بار بار یہی جرم کرتا ہے اور سزا پاتا ہے۔ آپ نے اسے لعنت کرنے سے منع کیا۔ اور فرمایا خدا کی قسم میں خوب جانتا ہوں۔ کہ یہ شخص خدا اور رسول سے محبّت رکھتا ہے +

حکایت

مدینہ منوّرہ میں رات کو کسی کا گھر جل گیا۔ جناب سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ واقعہ سُنا تو فرمایا کہ آگ تمھاری دشمن ہے۔ اس کو بجھا کر سویا کرو +

حکایت

حضرت علی فرماتے ہیں کہ حضرت کے پاس کہیں سے ریشمی حلہ (تہبند) ہدیہ آیا۔ آپ نے اُسے میرے پاس بھیجدیا۔ میں نے اُس کو پہن لیا۔ تو آپ کے چہرۂ مبارک پر آثارِ غصّہ نمودار ہوئے۔ اور آپ نے فرمایا۔ میں نے اُس کو تمھارے پہننے کے لئے نہیں بھیجا تھا۔ بلکہ اس لئے بھیجا تھا کہ تم اسے پھاڑ کر عورتوں کے لئے اوڑھنیاں بنا دوگے +

حکایت

حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کسی نے ایک ریشمی قبا ہدیہ بھیجی۔ آپ نے اُسے پہنتے کے ساتھ اُتار ڈالا۔ اور حضرت عمر کے پاس بھیج دیا۔ صحابہ نے پوچھا۔ کہ یا رسول اللہ آپ نے اُسے اُتار کیوں دیا۔ فرمایا مجھ کو جبرئیل نے آکر منع کر دیا۔ یہ سُن کر حضرت عمر روتے ہوئے حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ جس چیز کو آپ نے ناپسند فرمایا ہے۔ میں اُسے پہنوں تو میرا کیا حال ہوگا۔ فرمایا میں نے تم کو قبا پہننے کے لئے نہیں دی۔ بلکہ اس لئے دی ہے کہ اُسے بیچ ڈالو۔ حضرت عمر نے اُسے چھ سو روپے کو بیچ ڈالا +

حکایت

جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی۔ تو آپ نے خود اس انگوٹھی کو اُس کے ہاتھ سے نکال کر پھینک دیا۔ اور فرمایا کہ بعض آدمی آگ کے انگارے جان بوجھ کر اپنے ہاتھ میں رکھتے ہیں۔ جب آپ تشریف لے گئے۔ تو کسی نے اس شخص سے کہا۔ اپنی انگوٹھی اٹھا لو کہ کسی اور کام آجائیگی۔ اُس نے کہا۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔

جب حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے ہاتھ سے اُسے نکال کر پھینکا ہے تو خدا کی قسم میں اب اس کو چھونے کا بھی نہیں +

حکایت

ایک مجلس میں حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا کہ جو عورتیں خوبصورتی کے لئے گودنا گودتی اور گودواتی اور جو بال اکھیڑتی اور جو دانتوں کو ریت کر پتلا کرتی۔ یعنی خدا کی بنائی ہوئی حالت کو بدلتی ہیں ان پر خدا کی لعنت۔ ایک عورت کو جو اس امر سے اطلاع ہوئی۔ تو اس نے حضرت عبداللہ سے آکر کہا۔ کہ میں نے سُنا ہے کہ آپ اس طرح کی عورتوں پر لعنت کرتے ہیں۔ اُنھوں نے کہا۔ جس پر پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہو اور جس پر قرآن مجید میں لعنت آئی ہو میں کیوں اس پر لعنت نہ کروں۔ عورت نے کہا۔ میں تمام قرآن پڑھی ہوئی ہوں اُس میں کہیں بھی ایسی عورتوں پر میں نے لعنت نہیں پائی۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا۔ اگر تم قرآن پڑھی ہوئی ہوتیں۔ تو اُس میں اسے ضرور پاتیں۔ کیا تم نے یہ آیت نہیں پڑھی۔ مَآ اٰتٰکُمُ[1] الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا۔ عورت نے کہا۔ یہ آیت تو ضرور

[1] جو کچھ رسول خدا تم کو دیں اُسے لے لو اور جس سے روکیں۔ اُس سے رُک جاؤ +

پڑھی ہے۔ فرمایا تو یاد رکھو کہ حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ و سلم نے اِس سے منع فرمایا ہے ؞

حکایت

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک دفعہ تو شک اور تکیہ خریدا۔ جن پر تصویریں تھیں۔ حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم جو باہر سے تشریف لائے۔ تو آپ کی نظر اُن پر پڑ گئی۔ اور آپ دروازے ہی پر ٹھہر گئے۔ اور اندر تشریف نہ لیگئے۔ حضرت عائشہ نے آپ کے چہرۂ مبارک پر علامت ناخوشی دیکھ کر عرض کیا۔ یا رسول اللہ میری توبہ! مجھ سے کیا تقصیر سرزد ہوئی۔ کہ آپ اندر تشریف نہیں لاتے۔ آپ نے فرمایا یہ توشک تکیہ کیسے ہیں؟ اُنھوں نے کہا۔ یہ میں نے آپ کے بیٹھنے اور ٹیک لگانے کے لئے خریدے ہیں آپ نے فرمایا۔ قیامت کے روز ان تصویر بنانے والوں کو عذاب ہوگا۔ اور حکم ہوگا کہ یہ تصویریں جو تم نے بنائی ہیں۔ ان میں جان بھی ڈالو اور یاد رکھو کہ جس گھر میں تصویر ہوتی ہے۔ اس میں فرشتے نہیں آتے ؞

حکایت

حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ تو ایک کی

بیماری دوسرے کو لگتی ہے اور نہ ہامہ[51] اور صفر[52] ہی کی کچھ اصلیت ہے۔ عرض کیا یا رسول اللہ اگر یہ بات ہے تو خارشتی اونٹ بھلے چنگے اونٹوں کو کیوں خارشتی بنا دیتا ہے۔ حالانکہ جب وہ ریگستان میں ہوتے ہیں تو ایسے خوشحال ہوتے ہیں جیسے ہرن۔ ان تندرست اونٹوں میں کوئی خارشتی اونٹ آجاتا ہے تو وہ بھی خارشتی ہو جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ بھلا تو پہلے اونٹ کو کون خارشتی بناتا ہے؟

حکایت

حضرت سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ رستے میں نہ بیٹھا کرو۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہمیں تو اس سے چارہ ہی نہیں ہم لوگ تو رستے ہی میں بیٹھ کر باتیں کیا کرتے ہیں۔ فرمایا اگر تم رستے میں بیٹھا کرو۔ تو رستے کا حق بھی ادا کیا کرو۔ انھوں نے پوچھا یا رسول اللہ رستے کا کیا حق ہے؟ فرمایا آنکھیں نیچی رکھو اور کسی کو تم سے تکلیف نہ پہنچے۔ اور سلام کا جواب دو۔ اور اچھی باتوں کی ہدایت کرو۔ اور بُری باتوں سے منع کرو +

---

[51] ہامہ اُلّو کو کہتے ہیں۔ جس کی نسبت جاہلوں کا اعتقاد ہے کہ جس گھر پر وہ آ بیٹھتا اور بولتا ہے۔ تو وہ گھر ویران ہو جاتا ہے +

[52] صفر سے مراد وہ مہینہ ہے جو محرم کے بعد آتا ہے۔ عوام اس کو محل نزول بلاد آفات وحوادث جانتے ہیں +

حکایت

ایک دن جابر حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ کے ہاں گئے
اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ آپ نے پوچھا۔ کون؟ انھوں نے کہا میں۔ فرمایا
میں تو میں بھی ہوں۔ یعنی آپ نے اپنا نام نہ لینے کو ناپسند فرمایا۔

حکایت

ایک دفعہ حضرت سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟ لوگوں نے عرض کیا مفلس وہ ہے
جس کے پاس زر و مال نہ ہو۔ فرمایا میری اُمت میں مفلس وہ ہے
کہ قیامت میں نماز روزے زکوٰۃ خیرات کا ذخیرہ تو بہت کچھ لائیگا
مگر چونکہ اُس نے کسی کو گالی دی ہوگی۔ اور کسی کو تہمت لگائی ہوگی
اور کسی کا ناجائز طور پر مال کھایا ہوگا۔ اور کسی کو قتل کیا ہوگا
اور کسی کو مارا ہوگا۔ اس لئے پہلے اُس کی نیکیاں اُن مظلوموں
کو دی جائیں گی۔ جب تمام نیکیاں ختم ہو جائیں گی۔ اور حق
داروں کے حق باقی رہ جائیں گے۔ تو پھر اُن کے گناہ اُس پر
لاد کر اُسے دوزخ میں ڈال دیں گے۔

حکایت

حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم ایک مقام سے گزرے۔

وہاں ایک بکری کا کن کٹا بچہ مرا ہؤا پڑا تھا۔ آپ نے اُسے دیکھ کر لوگوں سے پُوچھا۔ کوئی اُس کو ایک درم پر خریدنا چاہتا ہے؟ سب نے کہا۔ اِسے کوئی خریدنا نہیں چاہتا۔ آپ نے فرمایا۔ خدا کی قسم جس قدر یہ مُردار تمھارے نزدیک بے قدر اور ناپسندیدہ ہے۔ خدا کے نزدیک دُنیا اس سے کہیں زیادہ بے قدر اور ناپسندیدہ ہے ۔

حکایت

حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا۔ تم میں ایسا کون شخص ہے۔ جس کو اپنے وارث کا مال اپنے مال سے زیادہ عزیز ہو؟ انھوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ہمیں تو وارثوں کے مال سے اپنا ہی مال زیادہ عزیز ہے۔ آپ نے فرمایا بندے کا مال تو وہی ہے جس کو اُس نے زادِ آخرت کر کے بھیجا۔ اور جو وہ چھوڑ جاتا ہے۔ وہ اُس کے وارثوں کا مال ہے ۔

حکایت

حضرت ابوہریرہ کو ایک جماعت میں جانے کا اتفاق ہؤا۔ جن کے آگے بکری کا بھنا ہؤا گوشت رکھا تھا۔ ان لوگوں نے حضرت ابوہریرہ کو بھی کھانے کے لئے کہا۔ آپ نے اِنکار کیا۔ اور فرمایا کہ حضرت پیغمبر

خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے دُنیا سے رحلت فرمائی۔ اور جَو کی روٹی پیٹ بھر کر نہ کھائی +

حکایت

حضرت عمر روایت کرتے ہیں کہ میں ایک دفعہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوُا۔ تو کیا دیکھتا ہوں۔ کہ آپ کھجور کی کھری چٹائی پر لیٹ رہے ہیں۔ اور پہلوے مبارک میں چٹائی کے نشان پڑ رہے ہیں۔ اور سر کے نیچے چمڑے کا ایک تکیہ ہے جس میں کھجور کا چھلکا بھرا ہوُا ہے۔ یہ حال دیکھ کر میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ دعا فرمائیے کہ خدا آپ کی اُمّت کو کشایش اور آسودگی نصیب کرے۔ دیکھئے تو فارس و روم کیسے خوش حال ہیں باوجودیکہ وہ خدا کی عبادت بھی نہیں کرتے۔ آپ نے فرمایا عمر! کس خیال میں ہو۔ ان کافروں کو تو ان کی نیکیوں کا بدلا دنیا ہی میں مل گیا ہے۔ کیا تم کو یہ منظور نہیں۔ کہ وہ دنیا میں چین سے گزار جائیں۔ اور ہم عاقبت میں دائمی آسایش حاصل کریں +

حکایت

حضرت عبداللہ بن عمر سے کسی نے پوچھا کہ آیا ہم غریب مہاجر نہیں ہیں۔ انھوں نے کہا۔ کیا تمھارے کوئی بیبی ہے۔ جس سے تم راحت

حاصل کرتے ہو۔ کہا جی ہاں ہے۔ پھر پوچھا بھلا کوئی تمھارا گھر بھی ہے
جس میں آرام سے رہتے ہو۔ کہا جی ہاں گھر بھی ہے۔ فرمایا تب تو تم
دولت مند ہو۔ اُس نے کہا۔ حضرت میرے پاس خادم بھی ہے۔ یہ
سُن کر آپ نے فرمایا کہ آہا تب تو تمھارا شمار بادشاہوں میں ہے۔

حکایت

حضرت عبداللہ بن عمر کے پاس تین شخص آئے۔ اور کہا کہ سچ‌ہ‌ا
ہم بالکل نادار ہیں۔ نہ ہمارے پاس خرچ ہے نہ سواری ہے نہ اسباب
ہے۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا تم لوگ کس بات کی خواہش رکھتے ہو؟
اگر مال چاہتے ہو تو پھر آنا جو کچھ خدا دیگا۔ پیش کر دونگا۔ اور اگر چاہتے
ہو۔ تو بادشاہ سے تمھاری سفارش کر دوں۔ اور اگر تم سے ہو سکے۔ تو
سب سے بہتر صبر ہے۔ میں نے حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے
سُنا ہے۔ کہ غریب مُہاجر قیامت میں مالدار لوگوں سے چالیس برس
پہلے جنت میں جائیں گے۔ یہ سُن کر اُن لوگوں نے کہا۔ تو ہم صبر ہی
کریں گے۔ اور کچھ خواہش نہیں کریں گے۔

حکایت

ابن مسعود فرماتے ہیں۔ میں گویا حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ
وسلم کو دیکھ رہا ہوں۔ کہ آپ ایک پیغمبر خدا کی جن کو اُن کی قوم نے

اتنا مارا کہ لہو لہان کر دیا۔ یہ کیفیت بیان فرماتے ہیں۔ کہ وہ اپنے
چہرے سے خون پونچھتے جاتے تھے۔ اور یہ دعا کرتے جاتے تھے۔ کہ اے
پروردگار میری قوم کا گناہ معاف فرما۔ یہ بے خبر لوگ ہیں +

حکایت

ابو بُردہ فرماتے ہیں۔ کہ عبداللہ بن عمر مجھ سے کہنے لگے۔ کہ بھلا
تمھیں معلوم ہے کہ میرے والد نے تمھارے والد سے کیا کہا تھا؟
میں نے کہا مجھے تو معلوم نہیں۔ تو انھوں نے کہا۔ میرے والد نے
اُن سے یہ کہا تھا کہ ابو موسےٰ! کیا تم اس کو پسند کرتے ہو۔ کہ ہم
جو اسلام لائے۔ اور دین کی خاطر وطن چھوڑا اور خدا کی راہ میں جہاد
کئے۔ اور نیک عمل جو حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
کئے۔ انھیں اعمال کا ہمیں خدا کے ہاں سے ثواب ملے اور جو عمل ہم
نے آپ کی رحلت کے بعد کئے ہیں۔ اُن کا ہم سے مواخذہ نہ ہو۔
اور اچھے اور بُرے عمل برابر ہو جائیں۔ تمھارے والد نے کہا۔ ہم تو
یہ نہیں چاہتے۔ ہم لوگوں نے آپ کے بعد جہاد کئے ہیں۔ نمازیں پڑھی
ہیں۔ روزے رکھے ہیں۔ اور اور بہت سے نیک کام کئے ہیں۔ ان
کے علاوہ ہمارے ہاتھوں پر بہت سے لوگ ایمان لائے ہیں۔ ہم
تو ان تمام کاموں کے صلے کی اُمید رکھتے ہیں۔ یہ سُن کر میرے والد
(عمر رضی اللہ عنہ) نے فرمایا۔ اس ذات پاک کی قسم جس کے ہاتھ میں

میری جان ہے۔ میں تو اتنا ہی چاہتا ہوں کہ ہمارے وہ اعمال جو ہم نے حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کئے ہیں قائم رہیں اور جو آپ کے بعد کئے ہیں۔ اُن کی ہم سے پرسش نہ ہو۔ تو میں نے ابن عمر سے کہا۔ خدا کی قسم بے شک تمھارے والد میرے والد سے بہتر تھے ؛

حکایت

جب آیت وَ اَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْاَقْرَبِينَ[۵۱] نازل ہوئی۔ تو حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کوہِ صفا پر تشریف لے گئے اور قریش کے ہر ایک قبیلے کا نام لے لے کر پکارنے لگے۔ اے بنی فہر! اے بنی عدی! یہاں تک کہ سب جمع ہو گئے۔ اور جو خود نہ آ سکا۔ اُس نے اپنا وکیل بھیجدیا۔ آپ نے اُن سے فرمایا۔ اگر میں تم کو خبر دوں کہ اس پہاڑ کی طرف سے سواروں کی ایک جماعت نکلنے والی ہے۔ اور وہ تم کو لوٹ لیگی۔ تو کیا تم میری اس خبر کو سچ سمجھوگے؟ سب نے کہا۔ ہاں بے شک ہم سچ سمجھیں گے۔ کیونکہ ہم نے تم کو ہمیشہ سچّا دیکھا ہے۔ اور تم سے کبھی کوئی جھوٹی بات نہیں سُنی۔ آپ نے فرمایا۔ تو میں تم کو آگاہ کئے دیتا ہوں۔ کہ تم کو بڑے سخت عذاب کا سامنا ہونے والا ہے۔ یہ سُن کر ابو لہب بول اُٹھا۔ کہ تو غارت ہو۔

[۵۱] (ترجمہ) اے پیغمبر اپنے قریب کے رشتہ داروں کو عذاب خدا سے ڈراؤ ؛

کیا تو نے ہم کو اسی لئے اکٹھا کیا تھا؟ اس کے جواب میں سورت تَبَّتْ یَدَا اَبِیْ لَہَبٍ نازل ہوئی[۵۱] +

حکایت

حضرت سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم کچھ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک دیہاتی آیا۔ اور اُس نے پوچھا کہ حضرت! قیامت کب آئیگی۔ آپ نے فرمایا۔ جب امانت ضائع کی جائے۔ تب سمجھنا کہ قیامت آنے والی ہے۔ دیہاتی نے کہا۔ امانت ضائع کئے جانے کے کیا معنے؟ فرمایا جب کام نا اہل کے سپرد ہونے لگے +

حکایت

حضرت سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ قیامت کے روز جس شخص کے عملوں کا حساب مانگا گیا۔ وہ مارا گیا۔ یہ سُن کر بیبی عائشہ نے کہا یا رسول اللہ کیا خدا نے یہ نہیں

---

۵۱ پوری سورت کا ترجمہ یہ ہے۔ ابو لہب ہی کے دونوں ہاتھ ٹوٹیں۔ اور وہ غارت ہو۔ نہ تو اس کا مال ہی اُس کے کچھ کام آئیگا۔ اور نہ جو کچھ اس نے کمایا۔ وہ عنقریب دوزخ کی بھڑکتی ہوئی آگ میں جا داخل ہوگا۔ اور اُس کی جورو بھی جو سر پر ایندھن اُٹھائے پھرتی ہے۔ اور اُس کی گردن میں کھجور کی چھال کی رسّی ہوگی +

فرمایا۔ کہ فَسَوْفَ یُحَاسَبُ حِسَاباً یَّسِیْرًا۔ یعنی مومن سے آسان حساب لیا جائیگا۔ آپ نے فرمایا مومن سے آسان حساب لئے جانے کے یہ معنے ہیں۔ کہ مومن کو یہ دکھا دیا جائے گا۔ کہ اس نے فلاں فلاں عمل کئے ہیں۔ اور اُس سے کچھ پرسش نہ کیجائیگی۔ اور جس سے حساب میں کچھ بھی پرسش ہوئی۔ وہ ہلاک ہوُا +

حکایت

حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز خدائے تعالےٰ مومن شخص سے پوشیدہ پوچھیگا کہ میرے بندے تجھے اپنا فلاں گناہ یاد ہے؟ فلاں گناہ یاد ہے؟ وہ کہیگا ہاں اے میرے پروردگار بیشک مجھے یاد ہے۔ یہاں تک کہ اپنے سارے گناہوں کا اقرار کرلیگا۔ اور دل میں سمجھیگا۔ کہ بس اب میں مارا پڑا۔ اتنے میں خدائے تعالےٰ فرمائیگا۔ میں نے تیرے ان گناہوں کی دنیا میں پردہ پوشی کی تھی۔ آج ان کو معاف بھی کرتا ہوں۔ پھر اس کو اُس کی نیکیوں کا اعمال نامہ عنایت فرمائیگا۔ اور کافروں اور منافقوں کو تمام خلقت کے روبرو پکار کر کہیگا۔ یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنے پروردگار پر افترا کئے تھے۔ اور جھوٹ بہتان باندھے تھے۔ سن لو ظالموں پر خدا کی لعنت ہے +

حکایت

ایک بار حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے۔ پھر اصحاب سے فرمانے لگے۔ تم سمجھے کہ میں کیوں ہنسا؟ اصحاب نے کہا۔ خدا اور رسول جانتے ہیں۔ فرمایا قیامت کے روز بندہ جو اپنے پروردگار سے باتیں بنائیگا۔ اُن کا خیال کر کے مجھے ہنسی آگئی۔ وہ خدا سے کہیگا۔ اے پروردگار کیا تو نے مجھ کو اطمینان نہیں دلایا تھا کہ مجھ پر ظلم نہیں ہوگا؟ خدا فرمائیگا ہاں بے شک اطمینان دلایا تھا۔ تب بندہ کہیگا۔ کہ میرے گناہوں کے گواہ مجھی میں سے گزرنے چاہئیے۔ مجھے اور کسی کی گواہی منظور نہیں۔ خدا فرمائیگا خود تیری اور کراماً کاتبین فرشتوں کی گواہی تیرے حق میں کافی ہوگی پھر خدا بندے کے مُنہ پر خاموشی کی مُہر کردے گا۔ اور اُس کے ہاتھ پاؤں وغیرہ اُس پر گواہی دینگے۔ کہ اس نے فلاں فلاں گناہ کئے تھے۔ پھر مُہر دور کردی جائیگی۔ تو بندہ اپنے ہاتھ پاؤں سے کہیگا تمھارا ناس ہو۔ یہ تم نے کیا کیا؟ میں تو تمھاری نجات کے لئے بحث کر رہا تھا۔ اور تم نے خود گناہوں کا اقرار کر لیا +

حکایت

حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جب مومنے

علیہ السلام کی وفات کا وقت آیا۔ تو ملک الموت نے آکر کہا میں
آپ کی روح قبض کرنے آیا ہوں۔ موسےٰؑ نے ان کو ایک ایسا
طمانچہ مارا کہ ان کی آنکھ پھوٹ گئی۔ ملک الموت نے خدا کی
جناب میں جا کر عرض کیا۔ کہ بار الٰہا تو نے مجھے ایسے بندے
کی روح قبض کرنے کو بھیجا۔ جو مرنا نہیں چاہتا اور اُس نے
طمانچہ مار کر میری آنکھ بھی پھوڑ ڈالی۔ خدائے تعالیٰ نے اس
کی آنکھ اچھی کر دی۔ اور حکم دیا کہ پھر جاؤ۔ اور موسےٰ سے
کہو کہ اگر تم جینا ہی چاہتے ہو۔ تو اپنا ہاتھ کسی بیل کی پیٹھ
پر رکھو۔ جتنے بال تمھارے ہاتھ کے نیچے چھپیں۔ اُتنے سال
تم اور زندہ رہو گے۔ موسے علیہ السلام نے پوچھا۔ اُتنے برس
زندہ رہنے کے بعد پھر کیا ہوگا۔ ملک الموت نے کہا۔ پھر بھی موت

رہا گر کوئی تا قیامت سلامت
پھر آخر کو مرنا ہے حضرت سلامت

موسےٰ نے کہا کہ اگر پھر بھی مرنا ہی ہے تو ابھی سہی۔ اور
خدا سے دعا کی کہ اے میرے پروردگار مجھ کو زمین پاک سے
ایک پتھر پھینکنے کے انداز سے قریب کر دے۔ سرور عالم صلے اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر میں بیت المقدس میں ہوتا۔ تو تم کو موسیٰؑ
کی قبر رستے کے قریب سرخ پتھر کے پاس دکھا دیتا۔

حکایت

دو عورتیں کہیں جاتی تھیں۔ اور اُن کے ساتھ اُن کا ایک ایک بچہ بھی تھا۔ اتفاقاً ایک بچے کو بھیڑیا اٹھا لے گیا۔ تو ہر ایک دوسری سے کہنے لگی۔ کہ تیرے بچے کو بھیڑیا لے گیا ہے۔ اور یہ میرا بچہ ہے۔ یہ جھگڑا حضرت داؤد علیہ السلام کی عدالت میں پہنچا اور اُنھوں نے لڑکا بڑی عورت کو دلوا دیا۔ وہ دونوں عورتیں تجویز ثانی کے لئے حضرت سلیمان کے پاس گئیں۔ جو حضرت داؤد کے بیٹے تھے۔ اور روداد بیان کی۔ انھوں نے کہا۔ چھری لاؤ کہ میں اس بچے کو دو ٹکڑے کرکے تم دونوں میں بانٹ دوں۔ چھوٹی جس کا حقیقت میں وہ بچہ تھا۔ کب گوارا کر سکتی تھی۔ کہ اس کے بچے کو ضرر پہنچے۔ وہ جھٹ بول اُٹھی۔ کہ خدا آپ پر رحم کرے۔ ایسا مت کیجئے۔ یہ بچہ اسی بڑی کا ہے۔ تو سلیمان نے مقدمہ چھوٹی کے حق میں فیصل کیا۔ اور بچہ اُس کو دلوا دیا۔

حکایت

ایک بار حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم بنی معاویہ[۵۱] کی مسجد میں تشریف لے گئے۔ اور وہاں دو رکعت نماز پڑھ کر

---

[۵۱] بنی معاویہ الضار کا ایک قبیلہ ہے۔

دیر تک دعا کرتے رہے۔ جب دعا سے فارغ ہوئے تو فرمایا۔ کہ میں نے خدائے تعالےٰ سے تین دعائیں کی تھیں۔ ان میں سے دو کو تو قبول فرمایا۔ اور تیسری کو قبول نہ فرمایا۔ پہلی دعا یہ تھی۔ کہ بار الٰہا میری اُمت کو عام قحط سے ہلاک نہ کیجیو۔ دوسری یہ تھی۔ کہ میری اُمت کو ڈوبنے کے عذاب سے بچائیو۔ یہ دونوں دعائیں تو قبول ہوئیں۔ تیسری دعا یہ تھی کہ میری اُمت کے لوگ آپس میں نہ لڑیں۔ یہ قبول نہ ہوئی ۔

حکایت

حضرت عازب نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔ آپ جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکے سے ہجرت کرکے چلے۔ تو رستے میں کیا کیا گزرا۔ حضرت ابوبکر نے کہا ہم لوگ رستہ کتراکر ساری رات چلتے رہے۔ اور دن کو بھی چلے۔ جب ٹھیک دوپہر ہوئی۔ اور راہ چلنا بند ہوا۔ تو اُس وقت ایک بڑا سایہ دار پتھر نظر پڑا۔ ہم وہاں جا اُترے۔ اور میں نے اپنے ہاتھوں سے حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے آرام فرمانے کی جگہ درست کی۔ اور اس پر ایک پوستین بچھا کر حضرت سے عرض کیا۔ آپ آرام فرمائیں۔ میں نگرانی کرتا رہونگا۔ آپ سو گئے۔ اور میں اِدھر اُدھر دیکھتا رہا۔ اتنے میں کیا دیکھتا ہوں۔

کہ ایک چرواہا چلا آتا ہے۔میں نے ایک لکڑی کے پیالے میں اُس سے دودھ دُہوایا۔جب میں دودھ لے کر آیا۔ تو آپ ابھی خواب راحت میں تھے۔جگانا مناسب نہ سمجھا۔میں بھی سو رہا۔جب آپ بیدار ہوئے۔ تو میں نے دودھ میں پانی ڈال کر سرد کیا۔اور آپ کی خدمت میں پینے کے لئے پیش کیا۔آپ نے اس قدر پیا کہ میرا جی بہت ہی خوش ہؤا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ ابھی کوچ کا وقت نہیں ہؤا؟ میں نے عرض کیا۔ہو گیا۔تب آفتاب ڈھلنے کے بعد ٹھنڈے میں ہم وہاں سے چلے۔اتنے میں سُراقہ بن مالک پیچھے سے ہمیں تلاش کرتا ہؤا آ پہنچا۔میں نے کہا یا رسول اللہ دشمن تو آ پہنچا۔آپ نے فرمایا خوف نہ کرو۔خدا ہمارے ساتھ ہے۔ آپ نے سُراقہ کے واسطے بد دعا کی۔اُس کا گھوڑا اُسی وقت زمین میں پیٹ تک دھس گیا۔یہ حالت دیکھ کر سُراقہ کے ہوش اُڑے اور کہنے لگا۔میں جانتا ہوں۔کہ آپ نے میرے لئے بد دعا کی ہے۔اب آپ میری مخلصی کے لئے بھی دعا فرمائیے۔میں وعدہ کرتا ہوں کہ لوگ جو آپ کی تلاش میں آ رہے ہیں۔ سب کو واپس کر دونگا۔آپ نے دعا کی۔ اور خدا نے اُس کو اس عذاب سے رہائی بخشی۔وہ وہاں سے اُلٹے پاؤں بھاگا۔اور رستے میں جو جو تلاش کرنے والا اُسے ملتا گیا۔سب کو یہ کہہ کر واپس کرتا گیا۔کہ میں خوب تلاش کر چکا ہوں۔محمد ادھر نہیں ہیں *

حکایت

حضرت جابر روایت کرتے ہیں ہم لوگ جنگ احزاب میں
خندق کھود رہے تھے۔ اُس میں ایک بڑا بھاری پتھر نکلا۔ صحابہ
نے حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ
حال بیان کیا۔ آپ نے فرمایا میں خندق میں اُترتا ہوں۔ چنانچہ آپ
کھڑے ہو گئے۔ یہ وہ وقت تھا۔ کہ حضرت کے پیٹ پر بھوک کے
سبب پتھر بندھا ہوا تھا۔ اور تین دن سے، ہم لوگوں کے حلق میں
کوئی چیز نہیں گئی تھی۔ آپ نے کدال لے کر جو اُس پتھر کو
مارا۔ تو وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ میں اُس وقت اپنی بیبی
کے پاس گیا اور پوچھا۔ تمھارے پاس کچھ کھانے کو ہے؟ اس
وقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بہت بھوکے ہیں۔ بیبی نے
ایک تھیلا نکالا۔ اس میں کچھ جَو تھے اور میرے پاس گھر کا پلا
ہؤا بکری کا بچہ تھا۔ میں نے اُس کو ذبح کیا۔ اتنے میں بیبی
نے جَو پیس ڈالے۔ تب میں نے ہانڈی میں گوشت ڈالا۔ اور
حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر چپکے سے کہا۔ کہ اس قدر کھانا
تو موجود ہے۔ آپ چند صحابہ کے ساتھ تشریف لیچلئے۔ آپ نے پکار
کر فرمایا کہ خندق والو! جابر نے ضیافت طیار کی ہے۔ جلدی
چلتے جاؤ۔ اور مجھ سے فرمایا کہ جب تک میں نہ آؤں۔ ہانڈی

نہ اُتارنا اور نہ روٹی پکانا۔ جب آپ تشریف لائے۔ تو میں گوندھا ہؤا آٹا نکال لایا۔ آپ نے اُس میں اپنا لعاب دہن ڈال کر برکت کی دعا کی۔ پھر ہانڈی کے پاس آکر بھی ایسا ہی کیا۔ پھر میری بیبی سے فرمایا۔ کہ اور کسی پکانے والی کو بھی بلا لو۔ کہ وہ بھی تمھارے ساتھ روٹی پکائے۔ اور دیکھنا ہانڈی سے گوشت نکالنے لگو تو اُسے چولھے پر سے نہ اُتارنا۔ جابر کہتے ہیں۔ یہ خندق والے لوگ گنتی میں ہزار جوان تھے اور تین دن کے بھوکے تھے۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ سب نے خوب پیٹ بھر کر کھایا اور باقی کھانا چھوڑ کر چلے گئے۔ اور ابھی ہانڈی اسی طرح کھول رہی تھی۔ اور روٹیاں بھی اُسی طرح پکائی جا رہی تھیں*

حکایت

حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں۔ جن دنوں میری ماں مُشرک تھی۔ میں اُس کو ہمیشہ کہا کرتا تھا کہ وہ بُت پرستی کو چھوڑ کر خدائے واحد پر ایمان لائے۔ وہ اسلام کو قبول نہیں کرتی تھی۔ ایک روز جو میں نے اُسے مسلمان ہونے کو کہا۔ تو اُس نے حضرت سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں ایسے سخت کلمے کہے۔ جن سے میرے دل کو بہت رنج ہؤا۔ میں روتا ہؤا حضرت کی خدمت میں حاضر ہؤا۔ اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ دعا

فرمائیے۔ کہ خدا میری ماں کو ہدایت کرے۔ آپ نے دعا کی۔ کہ
الٰہ العالمین ابوہریرہ کی ماں کو ہدایت کر۔ میں اس دعا سے بہت
خوش ہؤا۔ اور نہایت مسرت سے آپ سے رخصت ہؤا۔ جب
گھر کے دروازے پر پہنچا۔ تو دروازہ بند تھا۔ میری ماں نے جو میری
آہٹ سُنی تو کہا ابوہریرہ! ذرا ٹھیر جا۔ میں ٹھہر گیا۔ اور میری ماں
نے غسل کیا۔ کرتا پہنا اور جلدی کے مارے اوڑھنی نہ اوڑھنے
پائی تھی۔ کہ دروازہ کھولنے کو آئی۔ دروازہ کھولتے ہی کہا۔ ابوہریرہؓ
میں گواہی دیتی ہوں۔ کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور محمدؐ
خدا کے بندے اور اُس کے پیغمبر ہیں۔ یہ کیفیت دیکھ کر میں
مارے خوشی کے پھر حضرت کی خدمت میں گیا۔ آپ خدا کا شکر
بجا لائے اور کلمۂ خیر فرمایا ؞

حکایت

صحابہ یا تابعین کہا کرتے تھے۔ کہ ابوہریرہ حضرت رسول
خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے کثرت سے حدیثیں روایت کیا کرتے
ہیں۔ اس کے جواب میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان سے
کہا کہ اگر میں نے اپنی طرف سے جھوٹی باتیں بنائی ہونگی۔ تو
قیامت کو خدا مجھے اس کی سزا دیگا۔ میں جو زیادہ حدیثیں بیان
کرتا ہوں۔ تو اُس کا سبب یہ ہے کہ میرے بھائی مہاجر تو کاروبار

تجارت میں مصروف رہتے تھے۔ اور انصار زراعت کے
کاموں میں لگے رہتے تھے۔ میں ان دھندوں میں سے
کسی میں پھنسا ہؤا نہ تھا۔ اس لئے ہمیشہ حضرت
رسول اللہ صلے اللہ علیہ و سلم کی خدمت میں رہتا تھا۔
ایک روز کا ذکر ہے۔ کہ حضرت نے فرمایا۔ کہ اگر میں حدیثیں بیان
کروں۔ اور تم میں سے کوئی شخص اپنا کپڑا پھیلائے رہے۔ اور جب
حدیثیں بیان کرچکوں۔ تو وہ اس کپڑے کو سمیٹ کر اپنے سینے سے
لگائے۔ تو ناممکن ہے کہ وہ میری حدیثوں میں سے کچھ بھی کبھی
بھول جائے۔ یہ ارشاد سُن کر میں نے اپنا کمل پھیلا دیا۔ جب حضرت
حدیثیں تمام کرچکے۔ تو میں نے اُس کو اکٹھا کرکے اپنے سینے
سے لگا لیا۔ اُسی ذات پاک کی قسم جس نے حضرت کو سچا نبی کرکے
بھیجا۔ جتنی حدیثیں میں نے حضرت سے سنی تھیں۔ اُن میں سے
کوئی حدیث کبھی نہ بھولا۔

حکایت

حضرت سرورعالم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں قحط
پڑا۔ جمعے کے روز آپ خطبہ پڑھ رہے تھے۔ کہ ایک دیہاتی نے
آکر عرض کیا۔ یا رسول اللہ اب تو مال ہلاک ہوگئے۔ اور بال
بچے بھوکوں مررہے ہیں۔ آپ ہم لوگوں کے لئے خدائے تعالےٰ

سے دعا کریں۔ آپ نے دعا کے لئے اپنے دونوں ہاتھ اُٹھائے۔
اُس وقت تک آسمان میں بادل کا نام و نشان بھی نہ تھا۔ انس
جو اس حدیث کے راوی ہیں۔ قسم کھا کر کہتے ہیں۔ کہ ابھی حضرت
دعا کر ہی رہے تھے۔ کہ پہاڑ کی طرف سے بادل اُٹھا۔ اور آپ
منبر ہی پر تھے کہ میں نے دیکھا۔ کہ بارش شروع ہو گئی ہے اور
آپ کی ڈاڑھی مبارک سے مینہ کا پانی ٹپک رہا ہے۔ غرض دعا
کے وقت سے دوسرے جمعے تک برابر بارش ہوتی رہی۔ دوسرے
جُمعے کو اُسی نے یا اور کسی نے آکر عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ
اب تو گھر ڈھے گئے۔ اور مال غرق ہو گئے۔ آپ ہم لوگوں
کے لئے خدائے تعالٰے سے دعا کریں۔ کہ مینہ تھم جائے۔ حضرت
نے اپنے دونوں ہاتھ اُٹھا کر دعا کی۔ کہ بارخدایا ہمارے اِرد
گِرد برسا۔ اور ہمارے رہنے کی جگہ نہ برسا۔ پھر تو آپ جس
طرف اشارہ کرکے دعا کرتے تھے۔ اُس طرف سے بادل پھٹتا
جاتا تھا۔ آخر مدینہ بالکل صاف ہو گیا۔

حکایت

عُروہ بن زُبیر روایت کرتے ہیں۔ کہ اوس کی بیٹی اروٰے
نے سعید بن زید پر مروان بن حکم کی عدالت میں یہ دعوٰے
کیا۔ کہ سعید نے میری زمین پر جبراً قبضہ کر لیا ہے۔ سعید نے

جواب میں یہ بیان کیا۔ کہ مجھ سے ایسا ہونا ناممکن ہے۔ کیونکہ میں نے حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے ایسے فعل کی بہت بُرائی سُنی ہے۔ مروان نے پوچھا کیا بُرائی سُنی ہے ؟ سعید نے کہا۔ حضرت فرماتے تھے۔ کہ جو کوئی کسی کی ایک بالشت زمین بھی زبردستی دبا لیگا۔ خدائے تعالےٰ اُس زمین کے ساتوں طبق کا طوق بنا کر اُس کے گلے میں ڈال دیگا۔ مروان نے کہا اب گواہ طلب کرنے کی ضرورت نہیں رہی۔ پھر سعید نے کہا بارخدایا اگر یہ عورت جھوٹی ہے۔ تو اِسے نابینا کر دے۔ اور اس کو اسی کی زمین میں ہلاک کر۔ خدا کا کرنا۔ اُس عورت کی نظر جاتی رہی۔ ٹٹول ٹٹول کر چلتی پھرتی تھی۔ اس کے گھر میں ایک بڑا گڑھا تھا۔ اُس میں جو گری۔ تو وہیں مر کر رہ گئی +

حکایت

ایک دن حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی بیبیاں آپ سے زیادہ خرچ کے لئے اِصرار کر رہی تھیں۔ اتنے میں حضرت عمر آ گئے۔ اور اندر آنے کی اجازت چاہی۔ جُونہی انھوں نے حضرت عمر کی آواز سُنی۔ جھٹ سب کی سب چھُپ گئیں۔ جب حضرت عمر اندر آئے۔ تو حضرت سرور عالم مُسکرا رہے تھے۔ حضرت عمر نے آپ کو مسکراتے ہوئے دیکھ کر کہا۔ یارسول اللہ خدا آپ کے

دانتوں کو ہنستا رکھے۔ آپ ہنسے کیوں؟ فرمایا۔ مجھے ان عورتوں پر ہنسی آئی۔ کہ تمھاری آواز سُنتے ہی بھاگ گئیں۔ حضرت عمر نے نے اُن بیبیوں سے کہا۔ اے اپنی جان کی دشمنو۔ مجھ سے تو تم سب ڈر گئیں۔ اور پیغمبر خدا سے تمھیں ڈر نہ لگا۔ بیبیوں نے کہا۔ آپ درشت خو اور سخت گو بھی تو ہیں۔ جناب سرور عالم نے حضرت عمر سے فرمایا۔ کہ اُس ذات پاک کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ شیطان جس رستے میں تمھاری شکل دیکھے گا۔ فوراً بھاگ جائیگا۔

حکایت

ایک روز حضرت سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھ کر فرمانے لگے۔ کہ خدائے تعالےٰ نے ایک بندے کو دو باتوں میں سے ایک بات اختیار کرنے کی اجازت دی ہے۔ یا تو دُنیا کا سازو سامان اور مال و دولت جس قدر چاہے لے یا جو نعمتیں خدا کے پاس ہیں۔ ان کو اختیار کرے۔ تو اس بندے نے اُن نعمتوں کو اختیار کیا۔ جو خدا کے پاس ہیں۔ یہ سُن کر حضرت ابوبکر کا دل بھر آیا۔ اور اُن کے منہ سے یہی کلمات نکلتے تھے۔ کہ یارسول اللہ میں اور میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ لوگ تعجب کرتے تھے کہ حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کیا ارشاد

فرماتے ہیں۔ اور ابو بکر صدیقؓ کیا کہتے ہیں۔ آخر معلوم ہؤا کہ اُس بندے سے مراد خود حضرت ہی ہیں۔ اور آپ ہی کو خدا نے اختیار دیا تھا۔ ابو بکر صدیقؓ اس نکتے کو سمجھ گئے۔ کہ خدا کے پاس کی نعمتوں کے اختیار کرنے سے یہ مراد ہے۔ کہ دُنیا سے رحلت کرکے بہشت کی نعمتیں حاصل کریں۔ پس یہ سمجھ کر کہ آپ کے انتقال کا وقت قریب ہے۔ بے اختیار رونے لگے ؛

حکایت

حضرت سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ بیان فرمایا کہ کسی زمانے میں ایک شخص بیل چرا رہا تھا۔ جب تھک گیا۔ تو اُس بیل پر سوار ہو گیا۔ بیل نے کہا۔ میں سواری کے لئے نہیں پیدا کیا گیا۔ بلکہ زمین جوتنے کے لئے پیدا کیا گیا ہوں۔ لوگوں نے تعجب سے پوچھا۔ حضرت بیل بولتا ہے؟ آپ نے فرمایا۔ ہم اور ابوبکر اور عمر اس پر ایمان لائے۔ جس وقت آپ نے یہ فرمایا۔ اُس وقت حضرت ابوبکر اور عمر موجود نہ تھے ؛

حکایت

حضرت سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم ایک دن اپنے گھر میں لیٹے ہوئے تھے۔ اور آپ کی رانیں کھلی ہوئی تھیں۔ کہ ابوبکر صدیق

رضی اللہ عنہ آئے اور اندر آنے کی اجازت چاہی۔ آپ نے ان کو
بُلا لیا۔ اور اُسی حال میں گفتگو فرمانے لگے۔ پھر حضرت عمر آئے۔ اور
اندر آنے کی اجازت چاہی۔ اُن کو بھی اُسی حال میں بلا لیا۔ اور
باتیں کرنے لگے پھر حضرت عثمان آئے اور اجازت چاہی۔ اس وقت آپ
اُٹھ بیٹھے۔ اور آپ نے رانوں کو ڈھانک لیا۔ جب وہ رخصت ہو
گئے۔ تو بی بی عائشہ نے کہا۔ یا رسول اللہ! ابا جان آئے۔ پھر عمر
آئے۔ تب تو آپ بدستور لیٹے رہے۔ اور ان کے آنے کی کچھ پروا
نہ کی۔ اور جب عثمان آئے۔ تو آپ سنبھل بیٹھے۔ اور کپڑے بھی
درست کر لئے۔ آپ نے فرمایا جس شخص سے فرشتے حیا کرتے ہوں
میں اُس سے کیونکر حیا نہ کروں ؎

حکایت

حضرت سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے خیبر کی لڑائی میں
فرمایا۔ کل میں جھنڈا ایسے شخص کو دونگا۔ جسے خدا اور رسول
سے محبّت ہے۔ اور خدا اور رسول کو اُس سے محبت ہے۔ اور
خدا اُس کے ہاتھ پر فتح دے گا۔ جب صبح ہوئی۔ تو سب اصحاب
آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہر ایک یہی چاہتا تھا۔ کہ
آپ جھنڈا مجھی کو دیں۔ آپ نے پوچھا۔ علی کہاں ہیں؟ لوگوں نے
کہا۔ اُن کی تو آنکھیں دُکھتی ہیں فرمایا اُن کو بلا بھیجو۔ وہ آئے۔ تو

آپ نے اُن کی آنکھوں میں اپنا لعابِ دہن ڈال دیا۔ وہ بالکل تندرست ہو گئے۔ اور ایسے اچھے ہو گئے۔ گویا بیمار ہی نہ تھے۔ تب آپ نے اُن کو جھنڈا دیا۔ اُنھوں نے پوچھا۔ یا رسول اللہ جب تک وہ لوگ ہمارے جیسے مسلمان نہ ہو جائیں۔ تب تک ہم اُن سے لڑتے رہیں؛ فرمایا جب تم اُن کے ہاں پہنچو۔ تو اُن کو اسلام قبول کرنے کی رغبت دلاؤ۔ اور خدا کے جو جو حق اُن پر ہیں۔ وہ اُنھیں بتاؤ۔ خدا کی قسم اگر تمھارے ہاتھ سے ایک متنفس بھی ہدایت پا جائے۔ تو تمھارے لئے سُرخ اونٹ سے کہیں بہتر ہے +

حکایت

کسی عراقی نے عبداللہ بن عمر سے پوچھا۔ کہ احرام کی حالت میں مکھی مار ڈالنے کے بارے میں کیا حکم ہے۔ انھوں نے فرمایا عراقیوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نواسے کو تو شہید کر ڈالا۔ اب مکھی مارنے کا مسئلہ پوچھتے پھرتے ہیں۔ حضرت کے نواسے وہ تھے۔ جن کی شان میں آپ نے فرمایا تھا۔ کہ وہ دونوں میرے دُنیا کے دو پھول ہیں +

حکایت

ایک شخص نے کسی کا ہاتھ چبا ڈالا۔ اُس نے جو اپنا ہاتھ

اُس کے مُنہ میں سے کھینچا۔ تو چبانے والے کا دانت ٹوٹ گیا۔ اُس نے بادشاہ دوجہان حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی عدالت میں دانت کے توڑنے کا استغاثہ کیا۔ اور خونبہا چاہا۔ آپ نے فرمایا ایک تو اونٹ کی طرح مستغاث علیہ کا ہاتھ چبا ڈالا۔ پھر اُس سے خونبہا چاہتا ہے۔ اُس نے تو اپنے بچاؤ کے واسطے اپنا ہاتھ تیرے مُنہ سے کھینچا تھا۔ تیرا دانت گر پڑا۔ تو اُس کا کیا قصور ہے۔ ایسی صورت میں خونبہا نہیں مل سکتا +

حکایت

ایک شخص نے کسی سے زمین خریدی۔ اتفاق سے اُس زمین میں ایک گھڑا نکلا۔ جس میں سونا تھا۔ خریدار نے بیچنے والے سے گھڑے کے نکلنے کا حال بیان کیا۔ اور کہا۔ کہ یہ سونا تمھارا ہے۔ اِسے لے لو۔ کیونکہ میں نے تم سے زمین خریدی ہے۔ سونا نہیں خریدا۔ زمین کے بیچنے والے نے کہا۔ کہ میں نے زمین ہی نہیں بیچی۔ بلکہ زمین اور جو کچھ زمین کے اندر تھا۔ سب بیچا ہے۔ غرض وہ اُس سے کہتا تھا۔ کہ سونا تمھارا ہے۔ میرا نہیں ہے۔ وہ اُس سے کہتا تھا۔ کہ میرا نہیں تمھارا ہے۔ آخر اس امر کا فیصلہ کرانے کے لئے کسی اور شخص کے پاس گئے۔ اُس نے پوچھا۔ کہ تم لوگوں کے اولاد بھی ہے؟ ایک نے کہا میرے ایک

لڑکا ہے۔ دوسرے نے کہا۔ میرے ایک لڑکی ہے۔ تو فیصلہ کرنے والے نے کہا۔ کہ گر تم دونوں سونے کو لینا نہیں چاہتے۔ تو لڑکے کا لڑکی سے نکاح کردو۔ اور سونا ان دونوں پر خرچ کردو۔

حکایت

ایک دفعہ دوزخ اور بہشت میں بحث ہو پڑی۔ دوزخ نے بہشت سے کہا کہ میں تجھ سے افضل ہوں۔ کیونکہ خدا کے نافرمانوں اور سرکشوں کو میں سزا دوں گی۔ بہشت نے کہا میں تجھ سے بہتر ہوں۔ اس لئے کہ خدا کے فرمانبرداروں کو نعمتوں سے مالا مال کردوں گی۔ خدا نے فرمایا تم دونوں برابر ہو۔ ایک یعنی دوزخ مظہر غضب الٰہی ہے۔ دوسری یعنی بہشت مظہر رحمت الٰہی ہے۔

حکایت

ایک دفعہ جناب رسالت مآب نے گرمی کے موسم میں سفر کیا۔ تو بعضے اصحاب روزہ دار تھے۔ اور بعضے بے روزہ تھے۔ جب منزل پر پہنچے۔ تو روزہ دار تو بیٹھ گئے۔ اور بے روزہ لوگوں نے خیمے بھی کھڑے کئے۔ اور اونٹوں کو پانی بھی پلایا۔ یہ حال دیکھ کر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ آج روزہ نہ رکھنے والے

ثواب اُٹھا لے گئے ✦

حکایت

ایک شخص نے کبھی کوئی نیک کام نہیں کیا تھا۔ لیکن وہ جانتا تھا۔ کہ مرنے کے بعد خدا اُسے پکڑیگا۔ تو اُس نے اپنے گھر والوں سے کہا۔ کہ جب میں مرجاؤں۔ تو میری لاش کو جلا کر آدھی راکھ جنگل میں بکھیر دینا اور آدھی دریا میں بہا دینا۔ کیونکہ اگر مجھے خدا نے پکڑ لیا۔ تو ایسا عذاب دیگا۔ کہ تمام عالم میں کسی کو ایسا عذاب نہیں دیگا۔ جب وہ مرگیا۔ تو اُس کے گھر والوں نے ایسا ہی کیا۔ خدا نے جنگل کو حکم کیا۔ کہ تمام راکھ اکٹھی کردے اُس نے تمام راکھ اکٹھی کردی۔ اسی طرح دریا کو بھی حکم کیا۔ تو اُس نے بھی سب راکھ جمع کردی۔ پھر خدا نے اُس شخص کو زندہ کرکے پوچھا کہ تو نے ایسا کیوں کیا تھا۔ اُس نے کہا۔ میرے پرورودگار! تیرے خوف کے مارے ایسا کیا تھا۔ اور تُو اس بات کو خوب جانتا ہے۔ خدا نے اُس کو بخش دیا ✦

حکایت

پہلی اُمتوں میں ایک شخص تھا۔ جس نے ننّانوے شخصوں کو قتل کیا تھا۔ تو اُس نے لوگوں سے پوچھا۔ کہ روئے زمین پر

بہت بڑا عالم کون ہے؟ انھوں نے کہا کہ فلاں درویش بڑا عالم
ہے۔ وہ اُس کے پاس گیا۔ اور اُس سے کہا۔ کہ میں نے ننانوے
شخصوں کو قتل کیا ہے۔ اگر میں توبہ کروں۔ تو کیا قبول ہو سکتی
ہے؟ درویش نے کہا۔ تیری توبہ کے قبول ہونے کی کوئی صورت
نہیں۔ تو اُس نے درویش کو بھی قتل کرکے پورا سو کر دیا۔ پھر
اُس نے لوگوں سے پوچھا۔ کہ دنیا میں بہت بڑا عالم کون ہے؟
انھوں نے کہا۔ کہ فلاں شخص بڑا عالم ہے۔ وہ اُس کے پاس
گیا۔ اور کہا۔ کہ میں نے سو جانوں کو ہلاک کیا ہے۔ کیا میری
توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ عالم نے کہا۔ ہاں قبول ہو سکتی ہے۔
اور کوئی چیز توبہ کے قبول ہونے کو روک نہیں سکتی۔ تم فلاں
ملک میں جاؤ۔ وہاں چند لوگ بڑے عابد ہیں۔ تم بھی اُن کے
ساتھ خدا کی عبادت کیا کرو۔ اور تاکید کی کہ اپنے ملک میں پھر
کبھی نہ آنا۔ کیونکہ وہ بہت بُری جگہ ہے۔ وہ شخص اس ملک
کو روانہ ہوا۔ جب آدھا رستہ طے کر چکا۔ تو بیچارے کی زندگی ختم
ہو گئی۔ اور موت نے آ پکڑا۔ اب اُس کے لئے رحمت اور عذاب
کے فرشتے جھگڑنے لگے۔ رحمت کے فرشتے کہتے تھے۔ کہ یہ شخص
صدق دل سے توبہ کرکے آیا ہے۔ اس کو ہم لیں گے۔ عذاب کے
فرشتے کہتے تھے۔ کہ اس نے کبھی ایک بھی نیک کام نہیں کیا۔
اس کو ہم لیں گے۔ اتنے میں ایک فرشتہ انسان کی شکل میں

اُن کے پاس آیا۔ تو انھوں نے اُس کو اپنے درمیان پنچ
مقرر کیا۔ اُس نے کہا۔ کہ دونوں طرفوں کی زمینوں کی مسافت
کو ناپو۔ جس طرف کی زمین سے یہ شخص زیادہ قریب ہو اس
کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کرنا چاہیئے۔ یعنی اگر اُس طرف کی زمین
قریب ہو۔ جہاں کا یہ ارادہ کرکے چلا ہے۔ تو اُس کو رحمت کے
فرشتے لیں۔ اور اگر اُس طرف کی زمین قریب ہو۔ جہاں سے
آیا ہے۔ تو عذاب کے فرشتے لیں۔ جب فرشتوں نے زمین
کو ناپا۔ تو جس ملک کا وہ ارادہ کرکے چلا تھا۔ اس طرف
کی زمین قریب نکلی۔ پس اس کو رحمت کے فرشتوں نے
ہاتھوں ہاتھ لے لیا*

حکایت

قیس بن عُباد روایت کرتے ہیں۔ کہ ایک دن مدینے کی
مسجد میں ایک شخص آئے۔ جن کی صورت سے عاجزی اور
فروتنی پائی جاتی تھی۔ لوگ اُن کو دیکھ کر کہنے لگے۔ یہ شخص جنتی
ہے۔ وہ دو رکعت نماز پڑھ کر مسجد سے نکل چلے۔ میں بھی اُن
کے ساتھ نکلا۔ اور اُن سے کہا۔ کہ جب آپ مسجد میں گئے۔
تو لوگوں نے کہا۔ کہ یہ جنتی ہیں۔ انھوں نے کہا۔ دیکھو ایسی

بات جھٹ مُنہ سے نہ نکالنی چاہیئے۔ مگر میں تجھ کو جنتی کہنے کی وجہ بتائے دیتا ہوں۔ کہ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں میں نے یہ خواب دیکھا۔ کہ ایک بہت بڑا باغ ہے۔ سرسبز و شاداب۔ اُس کے وسط میں لوہے کا ایک ستون ہے۔ جس کی جڑ تو زمین میں ہے۔ اور سرا آسمان سے لگا ہُوا ہے۔ اور اُس کے سرے پر ایک کڑا ہے۔ کسی نے مجھ سے کہا۔ کہ اُس ستون پر چڑھ جا۔ میں نے کہا۔ اس پر کیونکر چڑھوں؟ اتنے میں ایک خادم آیا۔ اُس نے میرے کپڑے پیچھے سے اُٹھا لئے۔ پھر تو میں ستون پر اس طرح چڑھ گیا۔ کہ سرے پر جا پہنچا۔ اور ستون کا کڑا پکڑ لیا۔ اُس وقت کسی نے کہا۔ خوب زور سے پکڑے رہو۔ ابھی کڑا میرے ہاتھ ہی میں تھا۔ کہ آنکھ کھُل گئی۔ میں نے یہ خواب حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا۔ آپ نے فرمایا۔ جو لہلہاتا ہُوا باغ تم نے دیکھا ہے۔ وہ اسلام کا باغ ہے۔ اور وُہ ستون اسلام کا ستون ہے۔ اور وہ کڑا عُروۂ وُثقٰےؔ[1] ہے۔ تم تمام عمر اسلام پر قائم رہو گے۔ قیس نے کہا۔ کہ جنھوں نے یہ خواب دیکھا۔ وہ عبداللہ بن سلام ہیں

---

[1] یہ وہ عُروۂ وُثقٰے ہے۔ جس کی نسبت اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ لَقَدِ اسْتَمْسَکَ بِالْعُرْوَۃِ الْوُثْقٰے +

(رضی اللہ عنہ)

حکایت

ایک شخص حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں آیا - اور سوال کیا۔ آپ نے اپنی کسی بی بی کے پاس آدمی بھیجا۔ کہ کچھ کھانے کو لائے۔ انھوں نے کہا۔ کہ میرے پاس پانی کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ پھر دوسری بی بی کے ہاں بھیجا۔ وہاں سے بھی کچھ نہ ملا۔ پھر اور بیبیوں کے پاس بھیجا۔ مگر کسی کے ہاں سے کچھ نہ ملا۔ تب آپ نے فرمایا۔ جو اس سائل کی ضیافت کرے گا۔ خدا اس پر رحمت کرے گا۔ یہ سُن کر ابوطلحہ اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور کہنے لگے۔ کہ میں اس شخص کی ضیافت کرتا ہوں۔ چنانچہ وہ اُس کو اپنے گھر لے گئے۔ اور اپنی بی بی سے پوچھا۔ کہ گھر میں کچھ کھانے کو ہے؟ اُس نے کہا۔ چھوٹے بچوں کے لئے کسی قدر ہے۔ ابوطلحہ نے کہا۔ یوں کرو۔ کہ بچوں کو تو کسی تدبیر سے سُلا دو۔ اور جب مہمان دسترخوان پر بیٹھیں۔ تو تم چراغ اُکسانے کے بہانے سے چراغ گل کر دینا اور ایسا طریق اختیار کرنا۔ کہ مہمان کو یہ معلوم ہو۔ کہ گویا ہم بھی کھانا کھا رہے ہیں۔ اُن کی بی بی نے ایسا ہی کیا۔ اور اندھیرے میں ابوطلحہ اور اُن کی بی بی اور مہمان کھانے پر

بیٹھے۔ مہمان نے جو کچھ بستر خوان پر تھا۔ سب کھا لیا۔ اور ان دونوں میاں بی بی نے بھوکے رات گزاری۔ صبح کو جو ابوطلحہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ خدائے تعالےٰ ابوطلحہ اور اُس کی بی بی سے بہت خوش ہوا۔ یہ آیت بھی اُنھیں کی شان میں نازل ہوئی۔ وَیُؤْثِرُوْنَ عَلٰے اَنْفُسِہِمْ وَلَوْ کَانَ بِہِمْ خَصَاصَۃٌ ۔ یعنی یہ ایسے لوگ ہیں۔ کہ باوجود حاجت اور تنگی کے دوسروں کی ضرورت کو اپنے سے مقدم رکھتے ہیں +

حکایت

حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ پوچھا۔ کہ اگر کسی کے دروازے پر نہر ہو۔ اور وہ اس میں ہر روز پانچ دفعہ نہایا کرے۔ تو کیا اُس کے بدن پر کچھ میل رہ جائیگا لوگوں نے عرض کیا۔ نہیں کچھ میل باقی نہیں رہیگا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ پانچوں وقت کی نماز کی یہی مثال ہے۔ اس کے سبب سے تمام گناہ دور ہو جاتے ہیں +

حکایت

ایک دفعہ حضرت جابر نے صرف تہمد باندھ کر نماز پڑھائی

اس طریق سے کہ اُس نے دونوں کونے اپنی گردن سے باندھ لئے۔ باوجودیکہ اُن کے کپڑے پاس رکھے ہوئے تھے۔ یہ حالت دیکھ کر کسی نے کہا۔ کہ آپ نے ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھائی انھوں نے جواب دیا۔ کہ میں نے تم جیسے بیوقوف کو دکھانے کے لئے ایک کپڑے میں نماز پڑھائی ہے۔ بھلا یہ تو بتاؤ۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں ہم لوگوں میں ایک کپڑے سے زیادہ کس کے پاس تھے؟

حکایت

جناب رسالت مآب تہجد کی نماز میں اس قدر کھڑے رہتے تھے۔ کہ پاؤں مبارک پر ورم ہو جاتا تھا۔ کسی نے کہا۔ حضرت! آپ اتنی تکلیف کیوں فرماتے ہیں۔ آپ کے تمام گناہ تو بخشے گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ کیا میں شکر گزار نہ ہوں؟

حکایت

حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم ایک دن بیٹھ کر نماز پڑھ رہے تھے۔ کہ عبداللہ آئے۔ اور اپنا ہاتھ آپ کے سر مبارک پر رکھ دیا۔ آپ نے فرمایا۔ عبداللہ! یہ تم نے کیا کیا؟ انھوں نے عرض کیا۔ کہ حضرت! میں نے سنا ہے۔ کہ آپ بیٹھ کر

نماز پڑھنے کا آدھا ثواب فرماتے ہیں۔ پھر خود بیٹھ کر کیوں پڑھتے ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ جو تم نے سنا سچ ہے۔ مگر میں تم لوگوں جیسا نہیں ہوں۔ (مطلب یہ کہ مجھے بیٹھ کر نماز پڑھنے کا بھی پورا ثواب ملتا ہے) +

حکایت

ایک دن سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔ بلال! تم نے بحالتِ اسلام ایسا کونسا کام کیا ہے جس کی وجہ سے خدا کی رحمت و مہربانی کی امید کر سکتے ہو۔ میں نے بہشت میں تمھارے جوتوں کی آواز اپنے آگے سُنی ہے۔ بلال نے عرض کیا۔ کہ حضرت! میں ایک کام کیا کرتا ہوں۔ کہ جب غسل یا وضو یا تیمم کرتا ہوں۔ تو جس قدر نصیب میں ہوتا ہے۔ نماز بھی پڑھ لیتا ہوں +

حکایت

ایک دفعہ حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے سورج گہن کی نماز جماعت کے ساتھ ادا فرمائی۔ اور لمبی قراءت اور قیام کے سبب دیر تک اُس میں مصروف رہے۔ جب فارغ ہوئے۔ تو فرمایا۔ کہ سورج اور چاند بھی خدا کی نشانیاں ہیں۔ کسی

مرنے جینے سے ان میں گہن نہیں لگتا۔ ان نشانیوں کے ظاہر کرنے سے خدا اپنے بندوں کو خوف دلاتا اور آگاہ کرتا ہے جب سورج یا چاند کو گہن لگا کرے۔ تو خدا کو یاد کیا کرو۔ اُسے پکارا کرو۔ اس کی بزرگیاں بیان کیا کرو۔ نماز پڑھا کرو۔ صدقہ خیرات دیا کرو۔ اور خدا سے بخشش کی دعا کیا کرو۔ لوگوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ہم نے دیکھا۔ کہ آپ نماز میں آگے بڑھ کر کچھ لیتے۔ اور پھر پیچھے ہٹتے تھے۔ یہ کیا بات تھی؟ فرمایا۔ جب میں آگے بڑھا تھا۔ اُس وقت میرے سامنے جنت تھی۔ میں نے چاہا تھا۔ کہ اُس میں سے انگور کا ایک خوشہ توڑ لوں۔ اگر میں توڑ لیتا۔ تو تم لوگ قیامت تک کھایا کرتے۔ پھر دوزخ سامنے آئی۔ میں نے ایسی بھیانک اور ڈراونی کبھی کوئی چیز نہیں دیکھی۔ اُس میں زیادہ تر عورتیں دیکھیں۔ صحابہ نے اُس کا سبب دریافت کیا۔ تو فرمایا۔ کہ عورتیں ناشکری اور احسان فراموشی بہت کرتی ہیں۔ ان کے ساتھ ہمیشہ احسان کرتے رہو۔ جہاں ایک بات اُن کی مرضی کے خلاف ہوئی۔ تو جھٹ کہدیتی ہیں۔ کہ میں نے تم سے کبھی بھلائی دیکھی ہی نہیں ؞

حکایت

جابر روایت کرتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ سرور عالم نے منتر کی

ممانعت فرمائی۔ میرے بھائی کو بچھو کا منتر آتا تھا۔ اُس نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ آپ نے منتر منع فرمایا ہے۔ اور مجھے بچھو کا منتر آتا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ وہ منتر ہمیں پڑھ کر سُناؤ۔ انھوں نے پڑھا (تو اُس میں کفر و شرک کی کوئی بات نہ تھی) آپ نے اُسے اجازت دی۔ اور فرمایا۔ جس شخص سے جس قدر ہو سکے۔ اپنے بھائی کو فائدہ پہنچائے ❊

حکایت

حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ و سلم ایک دفعہ بازار میں تشریف لے گئے۔ تو وہاں ایک گیہوں کا ڈھیر تھا۔ اُس میں میں ہاتھ ڈالا۔ تو اندر سے گیلا معلوم ہؤا۔ اُس کا سبب دریافت فرمایا۔ تو گندم فروش نے کہا۔ کہ پانی سے بھیگ گیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ تو بھیگے ہوئے گیہوں اوپر کیوں نہ رکھے۔ کہ سب لوگ دیکھتے پھر فرمایا۔ جو دغا بازی کرے۔ دھوکا دے۔ وُہ مسلمان نہیں ❊

حکایت

جنگ بدر کے دن کفار کو شکست ہوئی۔ تو حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ و سلم نے فرمایا۔ کہ کوئی ابوجہل کی خبر لائے۔ کہ جیتا ہے۔ یا مر گیا ہے۔ عبداللہ بن مسعود اُس کا حال معلوم

کرنے کو گئے۔ تو دیکھا کہ زخمی پڑا ہے۔ اور مرا چاہتا ہے۔ حضرت عبداللہ نے اس کی ڈاڑھی پکڑ کر ہلائی۔ اُس نے پوچھا۔ کہ فتح کس کی ہوئی؟ انھوں نے جواب دیا۔ کہ خدا اور رسول کی۔ پھر اُس کا سر کاٹ کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے لا ڈالا۔ آپ خدا کا شکر بجا لائے۔ اور فرمایا۔ کہ یہ اس اُمّت کا فرعون تھا۔

حکایت

جناب رسالت مآب نے فرمایا۔ کہ شیطان کے مصاحبوں میں سب سے زیادہ اُس کا مقرب وہ ہوتا ہے۔ جو سب سے بڑھ کر مفسد اور فتنہ انگیز ہو۔ جب کوئی شیطان ان میں سے آکر بیان کرتا ہے۔ کہ میں نے بڑے بڑے کام کئے ہیں۔ فلاں شخص سے تو چوری کروائی۔ اور فلاں کو شراب پلوائی۔ تو شیطان کہتا ہے۔ کہ تو نے تو کچھ بھی نہیں کیا۔ پھر ایک اور آتا ہے اور کہتا ہے۔ کہ میں مدت تک فلاں شخص کے پیچھے پڑا رہا۔ یہاں تک کہ اُس میں اور اُس کی بیوی میں جدائی ڈلوا دی۔ تو شیطان کہتا ہے۔ کہ شاباش! تو نے بڑا کام کیا۔ تو میرا بہت پیارا ہے۔

حکایت

حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ بنی اسرائیل میں سے ایک شخص نے کسی اپنے ہمقوم سے ہزار اشرفیاں قرض مانگیں۔ اُس نے ضامن طلب کیا۔ اُس نے کہا۔ کہ ضامن خدا۔ پھر اُس نے گواہ مانگا۔ اُس نے کہا۔ کہ گواہ بھی خدا۔ تب اُس نے کہا۔ اچھا خدا سے بڑھ کر ضامن اور گواہ کون ہے؟ اور اُسے ہزار اشرفیاں دیدیں۔ اور ادائے قرض کے لئے کچھ میعاد مقرر کر دی۔ وہ شخص روپیہ لے کر سوداگری کے لئے سمندر کے سفر میں چلا گیا۔ اور اپنا کاروبار کرتا رہا۔ جب اپنے کام سے فارغ ہوا۔ تو جہاز تلاش کرنے لگا۔ کہ مدت معینہ کے اندر قرض دینے والے کے پاس آ کر اُس کا قرض ادا کر دے۔ مگر اُس کو کوئی جہاز نہ ملا۔ تو اُس نے کیا کیا۔ کہ ایک لکڑی کو لے کر بیچ میں سے کریدا۔ اور اُس میں ہزار اشرفیاں بھر دیں۔ اور قرض دینے والے کے نام ایک خط لکھ کر اُس میں ڈال دیا۔ اور اُس کا مُنہ خوب بند کر دیا۔ پھر اُس کو سمندر کے کنارے لا کر کہنے لگا۔ کہ بار خدایا تو جانتا ہے۔ کہ میں نے فلاں شخص سے ہزار اشرفیاں قرض

لی تھیں۔ اُس نے مجھ سے ضامن مانگا تھا۔ تو میں نے
کہا تھا۔ کہ خدا ضامن ہے۔ تو وہ تیری ضمانت سے راضی
ہو گیا تھا۔ پھر اُس نے گواہ مانگا۔ تو میں نے کہا۔ کہ خدا
ہی گواہ ہے۔ تو اُس نے تیری ہی گواہی منظور کر لی تھی۔ اب
میں نے چاہا۔ کہ قرض ادا کرنے کی سبیل کروں۔ اور میں نے
بہت کوشش کی۔ کہ جہاز ملے۔ لیکن جہاز نہیں ملا۔ اس لئے
یہ لکڑی تجھ کو امانت سپرد کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر لکڑی سمندر
میں ڈال دی۔ اور خود وہاں سے واپس چلا آیا۔ مگر اُس کے
بعد بھی جہاز کی تلاش میں رہا۔ اور اُس سے بے فکر نہ ہؤا
جب میعاد معین پوری ہو چکی۔ اور یہ شخص قرض دینے والے
کے پاس نہ پہنچ سکا۔ اور قرض ادا نہ ہؤا۔ تو قرض دینے والا
ایک دن سمندر کے کنارے یہ دیکھنے نکلا۔ کہ شاید کوئی جہاز
اُس کا مال لایا ہو۔ اتفاقاً اُس کی نظر اس لکڑی پر پڑ گئی۔
جس میں مال تھا۔ وہ اُس کو اپنے گھر لے آیا۔ کہ جلانے کے
کام آئیگی۔ جب اُسے پھاڑا۔ تو اُس میں سے مال اور خط
دونوں نکل پڑے۔ تب وہ اپنا مال لے کر مطمئن ہو گیا۔ پھر
ایک مدت کے بعد قرضدار اَور ہزار اشرفیاں لایا۔ اور معذرت
کرنے لگا۔ کہ بخدا میں ہمیشہ جہاز کی تلاش کرتا رہا۔ کہ تمھارے
پاس تمھارا مال لاؤں۔ لیکن اب سے پہلے کوئی جہاز اِس

طرف آنے والا نہ ملا۔ اب جہاز ملا۔ تو آیا ہوں۔ قرض دینے والے نے کہا۔ بھلا تم نے کبھی میرے پاس کوئی چیز بھی بھیجی تھی؟ اُس نے کہا۔ میں کہتا ہوں۔ کہ اپنے آنے سے پہلے مجھ کو کوئی جہاز ملا ہی نہیں۔ اُس نے کہا خیر حال معلوم ہو گیا۔ جو مال تم نے لکڑی میں ڈال کر بھیجا تھا۔ خدا نے میرے پاس پہنچا دیا تھا۔ یہ اشرفیاں جو تم لائے ہو۔ تمھارا مال ہے ٭

حکایت

ایک دن سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جس کا تہمد یا پائجامہ ٹخنے سے نیچے لٹکے گا۔ وہ دوزخ میں جائیگا حضرت ابوبکر نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ میرا تہمد تو لٹک ہی جاتا ہے۔ فرمایا تم غرور سے نہیں لٹکاتے ٭

حکایت

ایک بار حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی پانچ رکعتیں پڑھیں۔ اصحاب نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ کیا نماز خدا کے حکم سے بڑھ گئی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ یہ کیا کہتے ہو۔ اصحاب نے عرض کیا۔ کہ آپ نے بجائے چار رکعت کے پانچ رکعتیں پڑھیں۔ تو حضرت نے سلام کے بعد سہو

کے دو سجدے کئے۔ اور فرمایا میں بھی انسان ہی ہوں۔ جس طرح تم بھول جاتے ہو۔ اسی طرح میں بھی بھول جاتا ہوں۔ جب میں بھول جایا کروں۔ تو مجھے یاد دلا دیا کرو +

حکایت

انس کی ماں ام سُلیم نے حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا۔ یا رسول اللہ انس آپ کا خادم ہے۔ اس کے لئے دعائے برکت فرمائیے۔ آپ نے دعا کی۔ کہ الٰہی انس کے مال اور اولاد اور سب چیزوں میں برکت دے۔ انس کہتے ہیں۔ کہ خدا کی قسم میرے پاس بہت سامال ہو گیا۔ اور اولاد میں یہ برکت ہوئی۔ کہ میرے بیٹے پوتے آج بھی سو سے زیادہ موجود ہیں +

حکایت

مقداد کہتے ہیں۔ کہ ہم تین شخص ہجرت کر کے مدینے میں آئے اور بھوک کے مارے ہم نہایت کمزور ہو رہے تھے۔ ہم حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ ہمیں اپنے گھر لے گئے۔ اور فرمایا۔ کہ ان تین بکریوں کا دودھ دوہ کر پیا کرو۔ اور ہمیں بھی پلایا کرو۔ ہم تینوں آدمی اُن کا دودھ پیا

کرتے۔ اور حضرت کا حصّہ رکھ چھوڑتے۔ آپ کا دستور تھا۔ کہ رات
کو تشریف لاتے۔ اور ہم کو اس طرح آہستہ سلام کرتے۔ کہ جاگتا آدمی
سُنتا۔ اور سوتا نہ جاگتا۔ پھر مسجد میں تشریف لے جاتے۔ اور تہجد
کی نماز پڑھتے۔ نماز سے فارغ ہو کر دودھ نوش فرماتے۔ ایک
رات کیا اتفاق ہؤا۔ کہ آپ انصار کے گھر تشریف لے گئے۔ میں
نے اپنے حصّے کا دودھ پیا۔ تو میرا پیٹ نہ بھرا۔ شیطان نے میرے
دل میں یہ خیال ڈالا۔ کہ حضرت جہاں گئے ہیں۔ وہاں سے کھانا
کھا کر آئینگے۔ تو آپ کے حصّے کا دودھ بھی میں ہی پی لوں۔
سو میں نے اُسے بھی پی لیا۔ مگر پھر افسوس ہؤا۔ کہ میں نے
حضرت کے حصّے کا دودھ کیوں پیا۔ شاید آپ وہاں سے کھانا
کھا کر نہ آئیں۔ اور یہاں بھی آپ کا حصّہ موجود نہ ہو۔ تو میرے
حق میں بد دعا کریں۔ اور میں نہ دین کا رہوں۔ نہ دنیا کا۔ غرض یہ
خیال میرے دل پر ایسا غالب ہؤا۔ کہ میری نیند اُچٹ گئی۔ میں
جاگتا تھا۔ اور میرے دونوں ساتھی سوتے تھے۔ اتنے میں آپ
تشریف لائے۔ اور حسب معمول سلام کیا۔ پھر مسجد میں جا کر نماز
پڑھی۔ پھر دودھ پینے آئے۔ لیکن برتن دیکھا۔ تو خالی۔ اُس وقت
آپ نے آسمان کی طرف سر اُٹھایا۔ میں سمجھا کہ بد دعا کریں گے
مگر اس رَحْمَۃٌ لِّلعَالَمِین نے یوں فرمایا۔ کہ آلہی جو مجھ کو کھلاتا ہے
اُس کو روزی دے۔ اور جو مجھ کو پلاتا ہے۔ اُس کو پانی دے

میں نے خیال کیا۔ کہ اس دعا سے بکریاں موٹی ہو گئی ہونگی۔ مگر دیکھا۔ تو بکریوں کے تھن دودھ سے بھرے ہوئے تھے۔ میں نے ان کو دوہا اور دودھ حضرت کے پاس لے گیا۔ آپ نے پوچھا۔ تم لوگ اپنے حصّے کا دودھ پی چکے ہو؟ میں نے کہا۔ جی ہاں ہم پی چکے ہیں۔ پھر آپ نے اپنا بچا ہؤا دودھ مجھ کو دیا۔ میں اس کو بھی پی گیا۔

مصرع۔ خدا دیوے تو بندہ کیوں نہ لیوے۔

جب مجھے معلوم ہؤا کہ آپ خوب سیر ہو گئے ہیں۔ تو میں نہایت خوش ہؤا۔ اور بے ساختہ ہنس پڑا۔ اور آپ کی خدمت میں یہ تمام ماجرا بیان کیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ میاں! یہ دوسری بار کا دودھ تو صرف خدا کی رحمت تھی۔ تم نے پہلے نہ بتایا۔ نہیں تو ہم اپنے دونوں ساتھیوں کو بھی جگاتے۔ اور یہ رحمت کا دودھ اُن کو بھی پلاتے۔

حکایت

جب یہ آیت نازل ہوئی۔ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ (یعنی مسلمانو! اپنی آوازوں کو رسول خدا کی آواز سے اونچا نہ ہونے دو۔ اور نہ ان کے سامنے بہت زور

سے بات کرو۔ جیسے تم آپس میں ایک دوسرے سے زور زور سے بولا کرتے ہو ایسا نہ ہو کہ تمھارے اعمال برباد ہو جائیں۔ اور تم کو خبر بھی نہ ہو۔ تو ثابت بن قیس نے جو قبیلۂ انصار کے خطیب اور نہایت بلند آواز تھے۔ حضرت کی خدمت میں حاضر ہونا چھوڑ دیا۔ اور یہ خیال کیا کہ میری آواز حضرت سے اونچی ہے۔ میں بولونگا۔ تو میرے اعمال برباد ہو جائینگے۔ ایک روز حضرت نے سعد بن معاذ سے پوچھا۔ کہ ثابت بن قیس ہمارے پاس کیوں نہیں آتے۔ کیا بیمار ہیں؟ سعد نے کہا کہ ہیں تو وہ میرے ہمسائے۔ مگر مجھے اُن کی بیماری کا حال معلوم نہیں۔ پھر سعد نے ثابت سے حال دریافت کیا۔ اور نہ آنے کا سبب پوچھا۔ انھوں نے کہا۔ کہ میری آواز سب سے بلند ہے۔ تو خدا کے ارشاد کے مطابق میں تو دوزخی ہو جاؤنگا۔ سعد نے یہ وجہ حضرت کی خدمت میں بیان کی۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ وہ دوزخی نہیں ہونگے وہ تو بہشتی ہیں۔ یعنی آیت کا یہ مطلب نہیں۔ جو ثابت سمجھے ہیں بلکہ پیغمبر کے روبرو بے ادبی سے شور کرنا خدا نے منع فرمایا ہے۔

حکایت

ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں۔ کہ جناب رسالت مآب نے مجھ کو صدقۂ عید الفطر کی حفاظت کے لئے مقرر فرمایا۔ میں ایک رات

پہرہ دے رہا تھا۔ کہ ایک شخص آیا۔ اور ڈھیر میں سے اناج لینے لگا۔ میں نے اُس کو پکڑ لیا۔ اور کہا۔ کہ تجھے جناب رسول خدا کی خدمت میں پکڑے لئے چلتا ہوں۔ اُس نے کہا۔ میں مسکین ہوں۔ عیال دار ہوں۔ مجھ کو چھوڑ دو۔ صبح کو جو میں حضرت کیخدمت میں حاضر ہوا۔ تو آپ نے فرمایا۔ ابوہریرہ! رات تمھارے قیدی نے کیا کیا؟ میں نے عرض کیا کہ وہ محتاجی اور عیال داری کا عذر کرکے منت کرنے لگا۔ اس لئے میں نے اُس کو چھوڑ دیا۔ آپ نے فرمایا۔ وہ جھوٹا ہے۔ اور پھر آئیگا۔ تب تو میں اُس کی تاک میں رہا۔ اور وہ دوسری رات پھر آیا۔ اور لگا اناج اٹھانے میں نے اُس کو پکڑ لیا۔ اور کہا۔ کہ میں تجھ کو جناب رسول اللہ کی خدمت میں پکڑے لئے چلتا ہوں۔ اُس نے کہا۔ میں محتاج اور عیال دار ہوں۔ مجھے چھوڑ دو۔ میں نے اُس کو چھوڑ دیا۔ صبح کو حضرت نے پھر پوچھا۔ کہ تمھارے قیدی نے رات کیا کیا۔ میں نے جو حال گزرا تھا۔ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا۔ وہ جھوٹا ہے اور آج رات کو پھر آئیگا۔ میں پھر اُس کی تاک میں رہا۔ اور وہ تیسری رات کو پھر آیا۔ اور اناج لینے لگا۔ میں نے اُس کو پکڑا۔ اور کہا۔ اب تجھ کو ضرور حضرت کی خدمت میں لیچلونگا۔ اُس نے کہا۔ مجھے چھوڑ دو۔ میں تمھیں ایسی بات بتاتا ہوں۔ جس سے خدا تم کو فائدہ دے۔ وہ یہ ہے۔ کہ جب تم سونے کے لئے بستر پر

جایا کرو۔ تو آیۃ الکرسی پڑھ لیا کرو۔ خدا کی طرف سے تم پر ہمیشہ ایک نگہبان مقرر رہا کریگا۔ اور صبح تک شیطان تمھارے پاس نہ پھٹکا کریگا۔ ابو ہریرہ کہتے ہیں۔ کہ میں نے اُس کو چھوڑ دیا۔ جب صبح کو حضرت کی حدیث میں حاضر ہؤا۔ تو حضرت نے فرمایا۔ کہ تمھارے رات والے قیدی نے کیا کیا۔ میں نے عرض کیا۔ کہ اس نے مجھے ایک فائدے کی چیز بتائی۔ میں نے اُس کو چھوڑ دیا۔ آپ نے پوچھا۔ کونسی چیز اُس نے بتائی۔ میں نے سوتے وقت آیۃ الکرسی پڑھنے کا حال بیان کیا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ ہے تو وہ جھوٹا۔ لیکن اس بات میں وہ تم سے سچ بولا۔ پھر فرمایا کہ ابوہریرہ! تمھیں معلوم ہے۔ کہ تم تین رات کس شخص سے گفتگو کرتے رہے۔ میں نے عرض کیا۔ کہ حضرت مجھے تو معلوم نہیں۔ فرمایا وہ شیطان تھا۔

حکایت

حضرت معاذ کا دستور تھا۔ کہ عشا کی نماز تو حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھتے۔ پھر اپنی قوم میں جا کر امامت کرتے۔ ایک بار انھوں نے سورت بقرہ پڑھنی شروع کر دی۔ چونکہ وہ بہت لمبی سورت ہے۔ اس لئے ایک شخص زیادہ نہ ٹھہر سکا۔ اور جماعت چھوڑ کر علیحدہ نماز پڑھ کے اپنے گھر

چلا گیا۔ یہ کیفیت معاذ کو معلوم ہوئی۔ تو انھوں نے کہا۔ کہ وہ منافق ہے۔ کسی نے اُس شخص سے کہہ دیا۔ کہ معاذ تمھیں منافق کہتے ہیں۔ وہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا۔ کہ حضرت ہم کھیتی والے لوگ ہیں تمام دن محنت کر کر کے تھک جاتے ہیں۔ رات کو اتنی ہمت اور طاقت نہیں رہتی۔ کہ بڑی لمبی لمبی رکعتیں پڑھیں۔ رات معاذ نے سورت بقرہ پڑھنی شروع کر دی۔ میں تھکا ہوا تھا۔ اپنی نماز علیحدہ پڑھ کے گھر کو چلا گیا۔ تو معاذ نے مجھ کو منافق کہا۔ آپ نے یہ سن کر معاذ سے فرمایا۔ کہ معاذ کیا تم فتنہ ڈالنا چاہتے ہو؟ یعنی لمبی قراءت پڑھ کر لوگوں سے نماز چھڑا دو گے؟ دیکھو وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا اور سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی اور ایسی ہی چھوٹی چھوٹی سورتیں پڑھا کرو ؞

حکایت

حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی۔ کہ ہنستے تھے۔ تو مسکرا کر۔ کھلکھلا کر کبھی نہیں ہنستے تھے۔ اور جب آندھی اور بادل آتا۔ تو گھبرا جاتے۔ اور دعائے خیر کرنے لگتے۔ اور خوف کے سبب کبھی اُٹھتے۔ کبھی بیٹھتے۔ اور جب تک مینہ نہ برستا۔ تب تک یہی حالت رہتی۔ ایک دن حضرت عائشہ نے کہا۔

یا رسول اللہ لوگ بادل دیکھتے ہیں۔ تو خوش ہوتے ہیں کہ مینہ برسیگا۔ لیکن آپ کا یہ حال ہے۔ کہ جب بادل آتا ہے۔ تو آپ کے چہرے پر خوف اور گھبراہٹ پیدا ہو جاتی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ عائشہ! بے خوف ہونے کی کونسی وجہ ہے۔ مجھ کو یہ ڈر رہتا ہے۔ کہ کہیں اس آندھی اور بدلی میں عذاب الٰہی نہ ہو۔ قوم عاد پر جو عذاب آیا تھا۔ تو آندھی کی صورت میں۔ ایک قوم پر عذاب بادل کی شکل میں آیا۔ تو انھوں نے بادل دیکھ کر کہا کہ یہ خوب مینہ برسائیگا۔ مگر وہ بادل ابرِ رحمت نہیں تھا۔ خدا کا غضب تھا۔ جو اُن پر نازل ہوا ؛

قصہ

حضرت عائشہ نے جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم کے روبرو ایک قصہ بیان کیا۔ کہ ایک مجلس میں گیارہ عورتیں جمع تھیں۔ انھوں نے آپس میں عہد کیا۔ کہ اپنے اپنے شوہروں کے سب حالات اور عادات کھول کر بیان کریں۔ اور کوئی بات پوشیدہ نہ رکھیں۔ پہلی نے کہا کہ میرا خاوند ایسا ہے۔ جیسے اونٹ کا دُبلا پتلا گوشت اور وہ بھی پہاڑ پر۔ کہ نہ زمین ہموار ہے۔ کہ آسانی سے چڑھ جائیں۔ اور نہ موٹا گوشت ہے۔ کہ رغبت و خواہش سے لے آئیں۔ یعنی نالائق ہے۔ اور کسی کام کا نہیں۔ دوسری نے کہا۔

کہ میں اپنے خاوند کے حالات بیان نہیں کرونگی۔ کیونکہ مجھے ڈر ہے
کہ کوئی بات رہ نہ جائے۔ (یعنی اُس میں اتنے عیب ہیں۔ کہ اگر
ان کو بیان کرنے لگوں۔ تو ممکن ہے۔ کہ سب کو بیان نہ کرسکوں)
تیسری نے کہا۔ کہ میرا خاوند لمبا اور دُبلا سا ہے۔ اور عجب مزاج
کا شخص ہے۔ کہ اگر مُنہ سے کوئی بات نکالوں۔ تو طلاق دینے
کو طیار ہو۔ اور اگر چپ رہوں۔ تو ادھر لٹکا دے۔ یعنی نہ کھانا دے
نہ کپڑا دے۔ نہ اِدھر کی رکھے نہ اُدھر کی۔ چوتھی نے کہا۔ کہ میرا
خاوند جیسے تہامہ کی رات۔ نہ گرمی نہ سردی۔ نہ خوف نہ اُداسی۔
پانچویں نے کہا۔ کہ میرا خاوند گھر میں آئے۔ تو چیتے کی طرح سو
رہے۔ اور باہر نکلے۔ تو شیر بن جائے۔ اور عہد شکنی کی جائے
تو کبھی پرسش نہ کرے۔ یعنی بردبار اور صاحب حوصلہ ہے۔
چھٹی نے کہا۔ کہ میرا خاوند کھانے لگتا ہے۔ تو سب کھا جاتا ہے
پینے لگتا ہے۔ تو سب پی جاتا ہے۔ لیٹتا ہے تو اپنا بدن لپیٹ
لیتا ہے۔ اور میری طرف التفات نہیں کرتا۔ کہ دُکھ درد سے
آگاہ ہو۔ یعنی حیوانوں کی طرح صرف کھانے پینے اور سو رہنے
سے کام ہے۔ بیوی کی بات تک نہیں پوچھتا۔ ساتویں نے کہا۔
کہ میرا خاوند نہایت شریر اور سخت بے عقل ہے۔ دنیا میں کوئی
عیب نہیں۔ جو اُس میں نہ ہو۔ ظالم ایسا کہ کسی کا سر پھوڑ ڈالتا
ہے۔ کسی کا ہاتھ توڑ ڈالتا ہے۔ یا سر اور ہاتھ دونوں مروڑ ڈالتا

ہے۔ آٹھویں نے کہا کہ میرے خاوند کا یہ حال ہے۔ کہ ہاتھ لگاؤ تو خرگوش کی طرح نرم۔ سونگھو تو زرنب[۵۱] کی طرح خوشبو۔ یعنی اُس میں ظاہر کی بھی خوبیاں ہیں۔ اور باطن کی بھی۔ نویں نے کہا۔ کہ میرا خاوند عالی شان محل والا۔ لمبے قد والا بہت سی راکھ والا (یعنی اُس کا باورچی خانہ ہمیشہ گرم رہتا ہے۔ اور اُس سے راکھ بہت نکلتی ہے) اُس کا مکان مسافر خانے سے قریب ہے۔ (یعنی فیاض اور سخی ہے اُس کا لنگرخانہ جاری ہے) دسویں نے کہا۔ کہ میرے خاوند کا نام مالک ہے۔ سبحان اللہ کیا خوب مالک ہے۔ اُس میں اتنی خوبیاں ہیں کہ میں اُن کو بیان نہیں کر سکتی۔ اُس کے اونٹوں کے شتر خانے بہت ہیں۔ اور چراگاہیں کم ہیں (یعنی ضیافتوں میں اُس کے یہاں اونٹ بہت ذبح ہوا کرتے ہیں۔ اس سبب سے جنگل میں کم چرنے جاتے ہیں) جب اونٹ باجے کی آواز سنتے ہیں۔ تو یقین کر لیتے ہیں۔ کہ ذبح کئے جائینگے[۵۲]۔ گیارھویں نے کہا۔ کہ میرے خاوند کا نام ابوزرع ہے۔ سبحان اللہ ابوزرع کا کیا کہنا ہے۔ اس نے میرے کان زیور سے آراستہ کر دیے۔ اور میرے بازو چربی سے بھر دیے (یعنی گوشت اور گھی کھلا کھلا کر خوب موٹا کر دیا) اُس نے

[۵۱] زرنب ایک خوشبودار گھاس کا نام ہے۔

[۵۲] ضیافتوں میں راگ اور باجے کا معمول تھا۔ اس لئے باجے کی آواز سنکر اونٹوں کو اپنے ذبح ہونے کا یقین ہو جاتا تھا۔

مجھ کو نہایت خوش اور بہت آرام و آسائش میں
میں رکھا۔ بیچارے بھیڑ بکری والے بھی کسی شمار میں ہیں
اس نے مجھ کو بھیڑ بکری والوں میں پایا۔ جو پہاڑ کے کنارے
رہتے تھے اور مجھ پر اتنی مہربانی کی کہ گھوڑے اور
اونٹ اور کھیت اور خرمن کا مالک کردیا۔ (یعنی میں
غریب تھی اس نے مجھ کو مالدار کردیا)۔ میں اس کے
پاس بات کرتی ہوں تو مجھے کچھ نہیں کہتا۔ سوتی
ہوں تو صبح کر دیتی ہوں۔ (یعنی کچھ کام کاج نہیں
کرنا پڑتا اور بے فکری سے سوتی ہوں) کھاتی ہوں
تو خوب سیر ہوکر۔ ماں ابو زرع کی اس کا بھی کیا کہنا
بڑی بڑی گٹھڑیوں اور فراخ گھر کی مالک۔ اس
کا بیٹا بھی ماشا اللہ بہت خوب۔ اس کی خوابگاہ جیسے
تلوار کا میان (یعنی نازنین اور نازک بدن ہے)۔ اس
کو حلوان کا ہاتھ سیر کر دیتا ہے۔ (یعنی قلیل الغذا
کم خور ہے)۔ اس کی بیٹی بھی چشم بد دور مجموعۂ
محاسن ہے۔ اپنے ماں باپ کی فرماں بردار۔ اپنے
لباس کو بھرنے والی۔ اور اپنی سوکن کی رشک ہے
(یعنی جسیم و جامہ زیب اور اپنے خاوند کی پیاری
ہے)۔ اس کی لونڈی بھی بہت اچھی۔ ہماری بات

ظاہر نہیں کرتی اور ہمارا کھانا اُٹھا کر نہیں لے جاتی۔ اور ہمارا گھر کوڑے سے آلودہ نہیں رکھتی۔ (یعنی پردہ در نہیں۔ چوٹی اور بد دیانت نہیں۔ اور گھر کو صاف اور ستھرا رکھتی ہے)۔ غرض اس گھر کے جتنے آدمی ہیں سب خوبیوں کے مالک ہیں۔

ایک دن کیا اتفاق ہوا کہ ابو زرع جو باہر نکلا تو ایک عورت مل گئی جس کی گود میں چیتے جیسے دو بچے اناروں سے کھیل رہے تھے (ابو زرع کو خدا جانے اس کی کونسی بات پسند آگئی)، اس نے مجھے تو طلاق دیدی۔ اور اس سے نکاح کر لیا۔ میں نے بھی ایک سردار آدمی سے نکاح کر لیا۔ جو گھوڑے کا شہسوار اور نیزہ باز ہے۔ اُس نے مجھ کو چوپائے جانور بہت دئے۔ اور ہر ایک مویشی سے جوڑا جوڑا دیا۔ اور مجھ سے کہا کہ ام زرع! خود بھی کھاؤ اور اپنے کنبے کے لوگوں کو بھی کھلاؤ۔ ام زرع نے اپنی سہیلیوں سے کہا۔ کہ اگر میں ان سب چیزوں کو جمع کروں۔ جو دوسرے خاوند نے مجھ کو دیں۔ تو ابو زرع کے چھوٹے برتن کے برابر بھی نہ ہوں۔ (یعنی پہلے خاوند کا احسان اتنا بڑا ہے کہ دوسرے

خاوند کا احسان اس کے آگے کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔
جب حضرت عائشہ اس قصے کو ختم کر چکیں تو جناب رسالت مآب نے فرمایا۔ کہ عائشہ! میں بھی تمہارے حق میں ایسا ہی ہوں۔ جیسے ابو زرع اُم زرع کے حق میں تھا۔

حکایت

ایک شخص نے حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا۔ یا رسول اللہ مجھے قُل ھُوَ اللہ سے بڑی محبت ہے۔ آپ نے فرمایا اس کی محبت تم کو بہشت میں لے جائیگی

حکایت

حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شخص نے خدا کی قسم کھا کر کہا۔ کہ خدا فلاں شخص کو ہرگز نہ بخشیگا۔ خدا کو اس کا یہ کہنا بہت ناپسند ہوا تو فرمایا۔ کہ یہ کون قسم کھانیوالا ہے۔ کہ میں فلاں شخص کو نہ بخشونگا۔ لے میں نے اس کو بخش دیا۔ اور قسم کھانے والے

کے عمل ضائع کر دے۔

حکایت

حضرت عیسٰے علیہ السلام نے ایک شخص کو چوری کرتے دیکھ کر فرمایا۔ تو نے چوری کی۔ اُس نے کہا کہ اُس ذات پاک کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں نے ہرگز چوری نہیں کی۔ حضرت عیسٰے علیہ السلام نے فرمایا۔ میں خدا پر ایمان لاتا ہوں اور اپنے تئیں جھٹلاتا ہوں۔

حکایت

جب حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم پر وحی اترنے کا زمانہ قریب آیا تو پہلے آپ ایسے سچے خواب دیکھنے لگے۔ جن کی تعبیر صبح کی روشنی کی کی طرح ظاہر ہو جاتی۔ پھر آپ کو گوشہ نشینی کا شوق ہوا۔ تو آپ کیا کرتے۔ کہ چند روز کے کھانے پینے کی چیزیں غار حرا میں لے جاتے۔ اور وہیں عبادت کیا کرتے۔ یہاں تک کہ اُسی غار میں

آپ پر وحی نازل ہوئی - ایک دن فرشتہ آیا - اور کہنے لگا کہ پڑھیئے - آپ نے فرمایا میں پڑھا ہوا نہیں ہوں - تب فرشتے نے آپ کو پکڑ کر خوب دبوچا پھر چھوڑ دیا اور کہا پڑھیئے آپ نے فرمایا میں پڑھا ہوا نہیں ہوں - پھر دوبارہ خوب دبوچا - جس سے آپ کو بہت تکلیف ہوئی - پھر چھوڑ دیا اور کہا پڑھیئے - آپ نے فرمایا میں پڑھا ہوا نہیں ہوں پھر تیسری بار بھی خوب دبوچا - جس سے آپ کو سخت تکلیف ہوئی - پھر چھوڑ دیا اور کہا پڑھیئے - اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ - خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ - عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ؕ

آپ ان آیتوں کو یاد کیئے ہوئے ڈرتے اور کانپتے

لہ اے پیغمبر خدا کا نام لے کر (قرآن جو تم پر وقتاً فوقتاً نازل ہوگا) پڑھ چلو جس نے (مخلوقات کو) پیدا کیا (اور) آدمی کو گوشت کے لوتھڑے سے بنایا تو (قرآن) پڑھ چلو اور (خدا کی طرف سے علم لدنی کے حاصل ہونے کے امیدوار رہو کیونکہ) تمہارا پروردگار بڑا کریم ہے جس نے آدمی کو، قلم کے ذریعے سے علم سکھایا اور وحی کے ذریعے سے بھی انسان کو وہ باتیں سکھائیں جو اس کو معلوم نہ تھیں +

بیبی خدیجہ کے پاس تشریف لائے۔ اور فرمایا مجھے کپڑا اُڑھا دو۔ انھوں نے کپڑا اُڑھا دیا۔ جب آپ کا ڈر جاتا رہا۔ تو آپ نے بی بی خدیجہ سے یہ ماجرا بیان فرمایا اور کہا کہ مجھے تو اپنی جان کا خوف ہے۔ بی بی خدیجہ نے کہا خوف نہ کیجئے۔ واللہ خدا آپ کو کبھی رسوا اور ضائع نہ کریگا۔ آپ تو قرابت داروں کے ساتھ سلوک کرتے ہیں۔ سچ بولتے ہیں۔ دوسروں کا بوجھ اُٹھاتے ہیں۔ محتاجوں کی خبر لیتے ہیں۔ مہمان نوازی کرتے ہیں۔ اور حق والوں کے مددگار ہیں۔ پھر بی بی خدیجہ آپ کو اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں اور ان سے کہا۔ ذرا اپنے بھتیجے کا حال سنئے۔ ورقہ نے حال پوچھا۔ حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے تمام سرگزشت بیان فرمائی۔ ورقہ نے کہا۔ یہ وہی فرشتہ ہے۔ جو موسےٰ پر وحی لایا کرتا تھا۔ وہ زمانہ قریب آنے والا ہے کہ آپ کی قوم آپ کو وطن سے نکال دیگی اے کاش میں آپ کی نبوت اور دعوت اسلام کے وقت جوان رہتا۔ اے کاش میں اُس وقت تک زندہ رہوں۔ آپ نے پوچھا کہ میری قوم مجھ کو وطن سے نکال دیگی؟ ورقہ نے کہا ہاں۔ جو شخص نبوت اور

شریعت کے احکام پھیلانا چاہتا ہے اُس کے ساتھ یہی
معاملہ پیش آتا ہے اگر میں اس زمانہ تک رہا تو آپ کی پوری
مدد کرونگا مگر ورقہ نے بہت جلد انتقال کیا۔ اس
کے بعد آپ پر وحی کا آنا چندے موقوف رہا۔
پھر تو آپ نہایت غمگین اور بے قرار ہوئے۔ اور
بار بار ارادہ کرتے تھے کہ پہاڑ پر چڑھ کر اور وہاں
سے اپنے تئیں گرا کر ہلاک کر ڈالیں۔ چنانچہ جب
اس ارادے سے پہاڑ کی چوٹی پر پہنچتے۔ اُسی وقت
جبرئیل ظاہر ہوتے اور فرماتے محمد! آپ خدا کے
سچے پیغمبر ہیں۔ یہ سن کر آپ کے دل کو اطمینان
ہو جاتا اور بے تابی و بے قراری جاتی رہتی +

صَلَّے اللّٰہُ عَلَیہِ وَ سَلَّمَ

قرآن مجید مع ترجمۂ جدید مسمّٰی بہ فتح الحمید

تمام ہندوستان کے مسلمان مدتوں سے اپنی زبان میں قرآن مجید کے ایک ایسے ترجمے کے نہایت آرزومند تھے اور انکی آنکھیں ایسے ترجمے کو کمال شوق سے ڈھونڈتی تھیں جو بامحاورہ اور برجستہ و دلآویز بھی ہو۔ اور مطالب قرآن کو صحت کیساتھ ادا بھی کرے یعنی مستند و معتبر بھی ہو۔ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ انکی یہ آرزو پوری ہوگئی اور ایک نیا ترجمہ فتح الحمید نام جسمیں سب اوصاف علےٰ وجہ الکمال پائے جاتے ہیں شایع ہوگیا خدا نے اس ترجمے کو ایسی قبولیت بخشی ہے کہ شایع ہوتے ہی اسکی تمام ملک میں دھوم مچگئی جسنے سنا دیکھنے کا مشتاق ہوا اور جسنے دیکھا اش اش کرنے لگا یہ کہنا ہرگز داخل مبالغہ نہیں کہ جسطرح قرآن مجید عربی میں لاجواب ہے اسیطرح فتح الحمید اردو میں انتخاب ہے اسکے مترجم جناب مولوی فتح محمد خان صاحب جالندھری ہیں جنکی تصنیفات کی تمام سربرآوردہ اہل زبان حیرت انگیز تعریف کرتے ہیں کچھ خواص ہی اسکے مطالعے سے لطف بے پایاں حاصل نہیں کرتے بلکہ عوام بھی اسکو پڑھکر بے انتہا خوش ہوتے ہیں۔ ایک ادا شناس شاعر کہتا ہے۔ شعر

زفرق تا بقدم ہر کجا کہ مے نگرم کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجاست

اس ترجمے کے پڑھنے والا اسکے ایک ایک لفظ میں وہ کرشمہ دیکھتا ہے جو دامن دل کو زور سے کھینچ لیتا ہے اس ترجمے کا حق ایسا ادا کیا گیا ہے کہ مبصران جوہر سخن نے اسکی نسبت صاف لکھدیا ہے کہ ترجمہ ہونیکے اعتبار اور صحت کے لحاظ سے قرآن مجید کا یہ نیا اردو ترجمہ ہے جناب مولوی سید ممتاز علی صاحب مہتمم دار الاشاعت پنجاب جنکی رائے طبقۂ اہل علم میں بہت بڑی وقعت رکھتی ہے تحریر فرماتے ہیں کہ قرآن مجید کے جتنے ترجمے اسوقت تک ہوئے ہیں وہ سب ہماری نظر سے گذرے ہیں مگر جس ترجمے کو ہمنے زیادہ پسند کیا اور جسمیں فی الواقع سب سے بڑھکر خوبیاں ہیں وہ فتح الحمید ہے ایسے ہی ترجمے کی مسلمانوں کو سخت ضرورت تھی زبان کی نفاست اور سلاست اور متانت جو اس ترجمے میں ہے وہ اوروں میں نہیں آسان ایسا کہ پڑھنے والا بیساختہ کہہ اٹھتا ہے کہ کسی نہایت فصیح اللسان دہلی نژاد کا کیا ہوا ہے مترجم نے جسقدر عرق ریزی اسکے بامحاورہ اور معنی خیز کرنے میں کی ہے اس سے زیادہ اہتمام اس کی صحت میں کیا ہے یعنی ایک ایک لفظ معتبر اور مستند تفاسیر کی کسوٹی پر پرکھ کر لکھا ہے بغرض یہ ترجمہ تمام موجودہ تراجم سے ممتاز ہے اور اُن سب پر فوقیت رکھتا ہے قیمت بلا جلد تین روپیے۔

ان تمام کتابوں کے ملنے کا پتا یہ ہے

نذیر محمد خان کمپنی لاہور

بچوں کی سمجھ کے مطابق جیسا عمدہ بیان اس کتاب میں ہے اور کسی کتاب میں نہیں پس ہر مسلمان کا فرض ہے کہ جب اُس کا بچہ اردو لکھنے پڑھنے پر قادر ہو جائے تو سب سے پہلے اُس کو الاسلام پڑھائے۔ تاکہ وہ اسلام کے عقائد سے واقف ہو۔ اور اُن کو خدا اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق درست رکھے۔ بعض اسلامی ریاستوں اور انجمنوں نے اس کو اپنے مدارس میں داخل نصاب مذہبی کر لیا ہے۔ قیمت آٹھ آنے +

نفائس القصص و الحکایات

پہلا حصہ

اس کتاب میں وہ قصے جو قرآن مجید میں مذکور ہیں نہایت سلیس اردو میں لکھے گئے ہیں۔ اوّل تو قصے جو انسان کو بالطبع مرغوب ہیں پھر خلاق فصاحت کے بیان فرمائے ہوئے۔ ناممکن تھا کہ جو شخص کلام خدا سے ذرا بھی نسبت رکھتا ہو اور اُس کے دل میں قرآن مجید کی کچھ بھی عزت و عظمت کو ہو وہ ان کے پڑھنے یا سننے کی سعادت حاصل نہ کرتا۔ یہی سبب ہے کہ تھوڑے ہی عرصے میں یہ کتاب اب چوتھی بار چھپی ہے اس میں کچھ کلام نہیں کہ یہ قصے بچّوں کو بچپن ہی میں ایمان کا راستہ دکھلانے والے اور اُن کو مومن صادق بنانے والے ہیں۔ یعنی اُن کے پڑھنے سے توحید اُن کے دلوں میں گھر کر جاتی ہے۔ اور وہ تمام عمر ایمان پر قائم رہتے ہیں۔ معتقدات کے علاوہ خلاقی باتیں اُن کی طبائع پر نہایت اثر کرتی اور انھیں مہذب و شائستہ بناتی ہیں غرض

بچہ ان کو پڑھکر پاکیزہ خیال اور صالح الاعمال بنتا ہے۔ مسلمانوں کے لئے یہ کتاب نعمت عظمےٰ ہے۔ قیمت چھ آنے +

المصحف المؤلف

یعنی قرآن مجید موشح بہ صنعت الف

اس قرآن مجید کی ہر سطر حرف الف سے شروع ہوتی ہے۔ ممکن نہیں کہ تمام قرآن مجید میں اول سے آخر تک ایک سطر بھی ایسی ہو جس کے شروع میں الف کے سوا کوئی اور حرف ہو۔ ایسا نادر تحفہ آپ نے کم دیکھا ہوگا۔ بصرف دیکھ کر دل کو خوش کرنے اور تبرک کے طور پر گھر میں رکھنے کی چیز نہیں۔ بلکہ جس طرح اَور مصاحف پر تلاوت کی جاتی ہے اسی طرح اس پر بھی تلاوت کیجیے۔ جس صفحے پر نظر کرو۔ اُس کی تمام سطروں کے آغاز میں اوپر سے نیچے تک الفوں کی قطار عجب بہار دکھا رہی ہے۔ اس صنعت دخوبی کا پیدا کرنا کچھ آسان کام نہ تھا۔ اس پر جس قدر محنت اور وقت اور روپیہ صرف ہوا ہوگا اُس کا اندازہ آپ خود کر سکتے ہیں۔ نہایت خوشخط۔ سفید ولایتی کاغذ پر اعلےٰ درجے کے اہتمام سے چھپ رہا ہے۔ ہدیہ بلا جلد دو روپیہ مقرر کیا گیا ہے۔ تاکہ ہر شخص آسانی سے اس نعمت کو حاصل کر سکے +

ان تمام کتابوں کے ملنے کا پتا یہ ہے:۔

نذیر محمد خان کمپنی لاہور

۱۸ ر ۷ ۲۹ ف - ن

فتح محمد خاں صاحب

نفائس القصص والحکایات

۲۷/۳ ف عبدالحفیظ صاحب [illegible]

[illegible]